Scanned with CamScanner

نبیلہ ابر راجہ

NOVELS JAHAN.COM

موسم اچھا خاصا گرم تھا حالانکہ مارچ کا آخری عشرہ چل رہا تھا۔ کافی دن سے بارش بھی نہیں ہوئی تھی۔ ورنہ ٹھیک ٹھاک خنکی ہوتی تھی مارچ میں۔

اسریٰ اپنے دروازے کے آگے گاڑی سے اتری۔ وین اسے کالج سے لے کر آئی تھی۔ دوپٹے سے پسینہ پونچھتے ہوئے اس نے ڈور بیل پہ ہاتھ رکھا۔ چند لمحوں بعد اس کی بڑی بھتیجی لائبہ نے دروازہ کھولا۔

"السلام علیکم پھوپھو!" اس نے فوراً" سلام کیا۔ لہجہ بھی خوشگوار تھا جس پہ اسریٰ نے اسے غور سے دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔

"وعلیکم السلام، آج تم کالج نہیں گئیں؟"

"اصل میں مما کو بازار جانا تھا تو میں نہیں گئی۔ ویسے بھی پڑھائی کچھ خاص نہیں ہو رہی تو سوچا آج چھٹی مار لیتے ہیں۔"

"اوہ اچھا بھابھی بازار گئی ہیں کس کے ساتھ؟" اس نے پوچھا۔

"مما دادو کے ساتھ گئی ہیں۔ ہو سکتا ہے بڑی خالہ بھی ساتھ ہوں کیونکہ انہوں نے بھی کہا تھا۔" لائبہ نے تفصیل سے بتایا۔ اس دوران دونوں اندر آگئی تھیں۔

اسریٰ نے کھانا کھا کے ظہر کی نماز پڑھی۔ وہ ماس کمیونکیشن میں گریجوشن کر رہی تھی۔ اس کے

ناولٹ

بڑے دو بھائی اور ایک بہن تھی، تینوں شادی شدہ تھے۔ اسریٰ سب سے چھوٹی تھی اور گھر والوں کی خوب خوب محبت بھی سمیٹ رہی تھی پر اسی محبت نے اسے اعتماد سے کسی حد تک محروم کر دیا تھا۔ وہ مردوں تو مردوں تیز طرار لڑکیوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کر سکتی تھی۔ عجیب بوکھلائی حرکتیں کرتی تھی جس پہ اس کا ریکارڈ بھی لگتا۔

کچھ لوگوں کے وہ بہت قریب تھی جن میں اس کے گھر والے اور فرینڈز شامل تھے ان کے ساتھ اس کا رویہ بے تکلفی اور اپنائیت کا رنگ لیے ہوئے تھا۔ اگر گھر میں اسے کوئی شرارتیں کرتے دیکھ لیتا تو یقین نہ کرتا کہ یہ وہی لوگوں کی بھیڑ میں ڈری سہمی اسریٰ ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ ☆ ☆

بھابھی، لائبہ ازما اور ریحان کے ساتھ اپنے میکے جا چکی تھیں۔ دو دن بعد بھابھی کے بھائی ارمغان کی شادی کی ڈیٹ فکس ہونا تھی۔ ادھر اسریٰ بہت بور ہو رہی تھی سب کے جانے کے بعد گھر بہت ویران سا لگنا شروع ہو گیا تھا۔ تب ہی تیمور بھائی رات کو اپنی فیملی کے ساتھ آ گئے۔ وہ جاب کے سلسلے میں کراچی میں بیوی بچوں سمیت مقیم تھے جب چھٹی ملتی تو گھر کا چکر لگا لیتے۔ تیمور بھائی ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں بہت اچھی پوسٹ پہ کام کر رہے تھے۔ ان کی کراچی پوسٹنگ ہوئی تو ترقی کے آرڈر بھی آ گئے، اسریٰ کو دکھ کے ساتھ خوشی بھی تھی۔

اب وہ تیمور بھائی کی آمد پہ بڑی دیر سے کچن میں گھسی ہوئی تھی۔ وہ دس دن کی چھٹی پہ آئے ہوئے تھے اس کی خوشی دیدنی تھی۔

دوسرے دن امی اور بھائی اور بھابھی کے ساتھ وہ بھی بڑی بھابھی کے میکے گئی، جہاں بڑی رونق لگی ہوئی تھی۔ میلاد کے بعد باقاعدہ طور پہ شادی کی تقریبات کا آغاز ہوا۔

ادھر کام اور مصروفیت بہت زیادہ تھی رومانہ کے اصرار پہ امی نے اسریٰ کو ادھر ہی چھوڑ دیا۔ گھر سے ایک رات بھی وہ باہر نہیں رہی تھی۔ اب پورے ایک ہفتے کے لیے امی نے ادھر بھابھی کے میکے میں رکنے کا آرڈر دیا تھا۔ اس کی شکل دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ امی نے چلتے چلتے کافی نصیحتیں کیں۔

"جو بھی کام ہو دیکھتی نہ رہنا، کروا دینا۔ ہمارے خاندان میں کوئی بھی خوشی غمی ہو، رومانہ بڑھ بڑھ کر کام کرتی ہے۔ اب اس کے بھائی کی شادی ہے تو تم بھی پوری خوش دلی سے حصہ لینا۔ گھر کی اور میری فکر نہ کرنا ویسے بھی صدف اور تیمور میرے پاس ہیں۔"

انہوں نے چھوٹی بہو اور بیٹے کا نام لیا تو وہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے یہاں شادی ختم ہونے تک رکنا تھا۔ لائبہ اور ازما دونوں خوش تھیں کیونکہ اسریٰ سے دونوں بہت پیار کرتی تھیں۔

مہندی کے فنکشن کا اہتمام گھر کے وسیع و عریض کھلے حصے میں کیا گیا تھا۔ باہر سے کافی زیادہ مہمان بلوائے گئے تھے۔ رومانہ بھابھی کی امی نے اسے بہت سی خواتین سے بھی ملوایا، جن میں سے کسی ایک کا نام بھی اس کے حافظے میں محفوظ نہیں رہ سکا۔

پیاری پیاری اور اسمارٹ سی طوبیٰ اسے بہت اچھی لگی تھی۔ جس کی شادی کو ابھی کچھ ماہ ہی ہوئے تھے۔ طوبیٰ کے شوہر ولید، ارمغان بھائی کے کولیگ تھے اور لاہور سے ٹرانسفر ہو کر حال ہی میں اسلام آباد آئے تھے۔ یہاں آئے ہوئے انہیں چند دن ہی ہوئے تھے۔ ولید اور طوبیٰ کی لو میرج تھی۔ ارمغان بھائی کے بلائے ہوئے اتنے سارے مہمانوں میں طوبیٰ اسے بناوٹ اور تصنع سے مبرا لگی تھی۔

پوری تقریب میں اسریٰ اسی کے ساتھ ساتھ رہی۔ طوبیٰ بھی بڑی اپنائیت سے اسے اپنی فیملی اور سسرال کے بارے میں بتاتی رہی۔

ولیمہ کا فنکشن بہت پر اہتمام مگر باوقار تھا۔ وہ ایک طرف کھڑی دولہا دلہن کا فوٹو سیشن دیکھ رہی تھی جب اسے قریب سے طوبیٰ کی آواز آئی۔

"ارے! تم یہاں کھڑی ہو۔ میں خوامخواہ ہی اِدھر اُدھر ڈھونڈ رہی تھی۔" وہ اس کے پاس آ کے رک گئی۔

"آپ کیوں ڈھونڈ رہی تھیں مجھے؟"

"ادھر آؤ نا میرے ساتھ تمہیں اپنے بھائی سے ملواؤں۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر ارمغان اور روحینہ کے پاس اسٹیج پہ پہنچ گئی۔

"یہ ہیں میرے بھائی معاذ حسن اور معاذ! یہ ہے اسریٰ رومانہ بھابھی کی نند۔" ارمغان کے پاس دائیں سائیڈ پہ بیٹھا وہ خوش شکل اور دراز قد نوجوان طوبیٰ کا بڑا بھائی تھا۔ اس طرح اچانک تعارف کروانے پہ اسریٰ ہونق نظر آنے لگی۔ معاذ نے مہذب لہجے میں رسمی طور پہ اس کا حال احوال پوچھا۔ اتنے میں ولید بھی طوبیٰ

Scanned with CamScanner

کے پاس پہنچ گیا۔ لگے ہاتھوں اس کا بھی تعارف ہو گیا
یہ اتفاق کی ہی بات تھی کہ اتنے دنوں میں پہلی بار آج اسریٰ نے طوبیٰ کے شوہر کو دیکھا تھا۔ دل میں وہ مرعوب بھی ہوئی۔ ولید نے بھی بڑی گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا جس پہ اندر ہی اندر وہ بڑی جز بز بھی ہوئی۔

ولیمہ کے بعد رومانہ بھابھی اسے اپنے ساتھ ہی لے گئیں۔ طوبیٰ اور ولید بھی ادھر ہی تھے۔ رات گپ شپ کی محفل جمی۔ رومانہ بھابھی کی ساری فیملی موجود تھی۔ ولید ایک سے ایک لطیفہ سنا رہا تھا ہے ہنس ہنس کر اسریٰ کے پیٹ میں درد ہونے لگا۔ پھر شاعری کا دور چلا ارمغان نے فیض احمد فیض کے چند اشعار سنائے۔

"تمہاری پھوپھی بھی شاعری کرتی ہیں۔" لائبہ نے بڑے پیار سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بھانڈا پھوڑا۔

"اوہ ریئلی!" یہ ولید تھا۔

"کمال ہے تم نے بتایا ہی نہیں۔" یہ طوبیٰ تھی۔

"آپ سنائیے نا۔ اپنی شاعری کے خزانے میں سے کچھ۔" ولید پر اشتیاق نگاہیں اس پہ گاڑے بیٹھا تھا۔

پھر سب نے اسے یوں گھیرا کہ وہ گھبرا ہی تو گئی اور جلدی جلدی کچھ اشعار گوش گزار کیے۔

اس کے چہرے کی طرف دیکھا کرنا
اور جب کرے وہ اظہار تو سہا کرنا
پیار کی برسات میں گھبرائے رہنا
اور جدائی کے خیال سے لرزا کرنا
مجھے آج بھی یاد آتا ہے ہر رُت میں
بھیگتی سڑکوں میں گھوما کرنا!

"بہت خوب!" یہ آواز ولید کی تھی۔ سب اس کی طرف دیکھ رہے تھے وہ گھبرا گئی' خود کو مرکز نگاہ بنے دیکھ کر۔

"پھوپھو! آپ تو چھپی رستم ہیں۔" ازما اس کے پاس آکے بیٹھ گئی۔

"مجھے آپ کو سننا بہت اچھا لگا ہے۔"

اس نے کھلے لفظوں میں اس کو سراہا تو ایک بار پھر وہ نروس ہو گئی۔

رات آہستہ آہستہ بیت رہی تھی۔ ولید نے بابا بلھے شاہ کا کلام سنایا تو وہ حیران رہ گئی کہ بظاہر اتنا ماڈرن اور سوٹڈ بوٹڈ طوبیٰ کا شوہر درست تلفظ کے ساتھ ایک صوفی شاعر کا کلام بھی سنا سکتا ہے۔

وہ جب گھر آرہی تھی تو طوبیٰ نے بھی رخصت ہوتے وقت اسے اپنے گھر آنے کی پرزور دعوت دی تھی' پھر ایک دو دن بعد وہ ولید کے ساتھ ملنے بھی آئی تھی' کلثوم بیگم کو بھی طوبیٰ بہت اچھی لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

لائبہ کے پیپرز ختم ہوئے تو وہ اپنے ننھیال چلی گئی اب اسریٰ بھی فارغ تھی۔ ایسے عالم میں جب وہ بڑی بے زاری سے ٹی وی کے آگے بیٹھی ہوئی تھی کہ طوبیٰ کی طرف سے درس کا بلاوا آگیا۔

جب امی اور بھابھی کے ساتھ وہ طوبیٰ کے گھر پہنچی تو طوبیٰ بہت خوش ہوئی بہت پیار سے ملی۔ ان کا گھر بہت خوب صورت تھا۔ انتظام ہال کمرے میں تھا۔ کھانے اور خوش گپیوں میں لگ گئیں۔ اسریٰ ایک کونے میں الگ تھلگ بیٹھی تھی ولید کی نظر اس پر پڑ گئی تو وہ اس کے پاس چلا آیا۔

"اوہ کیسی ہیں آپ مس شاعرہ!" ولید کا لہجہ بہت خوش گوار تھا۔ اس نے اسریٰ کا نام لینے کے بجائے "مس شاعرہ" کہا تھا۔ وہ حسب عادت گھبرا گئی

"ٹھیک ہوں۔" خوامخواہ دوپٹہ درست کرنے لگی۔

"وہ تو نظر آرہا ہے۔" سفید دوپٹے کے ہالے میں اسریٰ کا گندمی چہرا دمک رہا تھا۔ طوبیٰ اپنی مہمانوں کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ عورتیں آہستہ آہستہ جانے لگیں۔ اسریٰ ولید کے پاس سے ہٹ آئی تو طوبیٰ نے پکڑ لیا۔ ارے اسریٰ! آؤ تمہیں اپنا گھر دکھاؤں۔" وہ جوں ہی طوبیٰ کی ہم راہی میں آگے بڑھی تو سیل فون گنگنانے لگا۔ طوبیٰ نے آن کر کے کان سے لگا لیا۔ وہ کمرے میں رکھی چیزوں کو بغور دیکھنے لگی اور بے خیالی میں چلتے چلتے دوسرے کمرے میں آگئی۔ طوبیٰ تو فون پہ لگی ہوئی تھی۔ سامنے صوفے پہ بیٹھی اس دراز قد

Scanned with CamScanner

جاذب نظر نوجوان پہ نظر پڑتے ہی اس کے قدم رک گئے۔ طوبیٰ بھی بولتے بولتے پیچھے آ رہی تھی۔
"ارے معاذ! تم یہاں بیٹھے ہو اسریٰ کو گھر ہی دکھا دو۔"

طوبیٰ نے چند سیکنڈز کے لیے فون کان سے ہٹایا تھا معاذ سے کہہ کر وہ دوبارہ باتوں میں لگ گئی۔ معاذ نے ہاتھ میں پکڑا میگزین نیچے رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
"آیئے آپ کو گھر دکھاؤں۔" معاذ کا لہجہ اکھڑا اکھڑا سا تھا۔ اسریٰ کی حالت جائے رفتن نہ پائے ماندن والی تھی۔ دبلو اور ڈری سہمی سی یہ لڑکی اسے ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ خوامخواہ ہاتھ مروڑتی نروس نروس سی اسریٰ اسے بالکل توجہ کے لائق نہیں لگی تھی۔ وہ مرے مرے انداز میں اس کے پیچھے آ رہی تھی۔
گیلری سے گزرتے ہوئے معاذ ایک دروازے کے آگے اچانک رکا تو اسریٰ جو اپنی دھن میں اس کے پیچھے آ رہی تھی، بڑے آرام سے اس کے کندھے سے جا ٹکرائی۔
"یہ ٹی وی لاؤنج ہے ساتھ بیڈ روم ہے اور سامنے گیسٹ روم ہے۔" معاذ اس کی گھبراہٹ بھانپ گیا تھا اس دوران میں پہلی بار اس کے لبوں پہ نامحسوس سی مسکراہٹ آئی تھی۔ اس نے پیچھے مڑتے ہوئے رک کر غور سے شاید یہ کیفیت نوٹ کی تھی کہ یہ محترمہ ازحد نروس ہیں۔
"آپ کیا کرتی ہیں اور آپ کا پورا نام کیا ہے؟"
"میں ماس کمیونیکشن میں گریجویشن کے پیپرز دے چکی ہوں اور اسریٰ نام ہے میرا اسریٰ عثمان!" اس نے عثمان پہ بڑا زور دے کر کہا۔
"آگے کیا ارادہ ہے آپ کا؟" معاذ نے پہلی بار اسے غور سے دیکھا۔
"ماسٹرز کروں گی ماس کمیونیکیشن میں۔" وہ اپنے تئیں بڑی ہمت سے بول رہی تھی۔
"اللہ خیر کرے۔" معاذ نے طنز کیا تھا۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکی۔
"میں نے آپ کو گھر دکھا دیا ہے اب میری ڈیوٹی ختم۔" معاذ اسے وہیں چھوڑ کر خود نکل گیا۔
اسریٰ اس کے کہے الفاظ پہ غور کرنے لگی۔ طوبیٰ کا بھائی اسے کافی مغرور اور خودپسند لگا تھا۔
"اسریٰ کہاں ہے؟" طوبیٰ نے معاذ کو اکیلے آتے دیکھ کر پوچھا۔
"وہ محترمہ اوپر کھڑی کانپ رہی ہیں۔ مجھے ایسی دبو اور نروس ٹائپ لڑکیاں بالکل پسند نہیں ہیں۔ حد ہوگئی ہے۔ میں اتنا خوف ناک ہرگز نہیں کہ مجھے دیکھ کر ٹانگیں کانپنے لگیں۔"
"ارے وہ عام لڑکیوں سے بالکل مختلف ہے۔ بناوٹ سے کوسوں دور جہاں تک بات ہے نروس ہونے کی تو آنٹی بتا رہی تھیں کہ اسریٰ کہیں زیادہ آتی جاتی نہیں ہے۔ شاید اس لیے تمہیں ایسا لگا ہو......"
طوبیٰ نے اس کی بھرپور وکالت کی جس پہ وہ حیران رہ گیا۔

☼ ☼ ☼

اسریٰ کا رزلٹ آؤٹ ہوا تو اس نے ماسٹرز میں ایڈمیشن لے لیا۔ اس دوران طوبیٰ سے ان کے سارے گھر والوں کا تعلق بہت گہرا ہو گیا تھا۔ وہ اکثر گاڑی لے کر آ جاتی اور سارا دن ادھر ہی کلثوم بیگم اور رومانہ بھابھی کے پاس گزار دیتی۔
اس روز بھی وہ ادھر ہی تھی۔ کلثوم بیگم نے اسے روک لیا تھا کھانے پہ۔ بڑی بیٹی شہلا بھی آئی ہوئی تھی۔ بے تکلفی سے باتیں ہو رہی تھیں، جب اچانک ہی بیٹھے بیٹھے کلثوم بیگم نے اپنا سینہ پکڑ لیا۔ ان کا رنگ خطرناک حد تک زرد پڑ گیا تھا، طوبیٰ نے شہلا کے ساتھ مل کر ماں کو سیدھا کیا۔ طوبیٰ اس دوران جا کر جلدی سے پانی لے آئی اور پلانے کی کوشش کی پر ہونٹوں کے دونوں کناروں سے پانی باہر نکل گیا۔
"آنٹی کو ہسپتال لے جانا چاہیے۔" طوبیٰ گھبرا رہی تھی۔ رومانہ بھابھی احسن کو فون کر چکی تھیں۔ احسن ماں کا سن کر دس منٹ میں پہنچ گئے۔ کلثوم بیگم کو فوراً ایمرجنسی میں لے جایا گیا۔ اسریٰ یونیورسٹی میں تھی

Scanned with CamScanner

اسے خبر ہی نہیں تھی کہ پیچھے امی کی یہ حالت ہے۔

دو گھنٹے بعد ڈاکٹرز نے بتایا کہ کلثوم بیگم کو ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے فالج کا اٹیک ہوا ہے اور ان کی حالت سیریس ہے۔ وہ کوما میں ہیں۔

اسریٰ کو شام کو پتا چلا کہ امی ہسپتال میں ہیں۔ اس کی حالت تو سنتے ہی غیر ہو گئی۔ ابو کی وفات کے بعد وہ بہت حساس ہو گئی تھی اور امی ہی اس کے لیے سب کچھ تھیں۔ اس نازک وقت میں سارے رشتہ دار آگئے تھے۔ رات کو تیمور بھی پہنچ گیا طوبیٰ اور ولید کے ساتھ معاذ بھی اسپتال آیا تھا۔

اسریٰ کی آنکھیں سرخ ناک سوجی ہوئی گردوپیش سے بیگانہ نظر آرہی تھی۔ ایک لحظہ کے لیے اسے ہمدردی سی محسوس ہوئی۔ وہ تو احسن اور تیمور سے باتیں کرتا رہا۔ البتہ ولید' اسریٰ کے پاس آگیا جس کے آنسو رک ہی نہیں رہے تھے۔

"اسریٰ آپ ایسے مت روئیں آنٹی ٹھیک ہو جائیں گی' دعا کریں ان کے لیے اس وقت دعا ہی کی ضرورت ہے۔" ولید کا لہجہ ہمدردی اور خلوص سے بھرا ہوا تھا۔ اسریٰ کے آنسو خود بخود رک گئے۔

اسے اب احساس ہوا کہ یوں گردوپیش سے بیگانہ ہو کر رونا دھونا اچھا نہیں ہے۔ اس نے سفید چادر کے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کیں۔ ولید اب تک وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اسریٰ' شہلا اور رومانہ بھابھی کی طرف چلی آئی۔

احسن کو ڈاکٹر نے اندر بلایا تو اس کے پیچھے تیمور بھی چلا گیا۔ اسریٰ سائیڈ پہ تھی۔ وہ پاس گئی تو احسن بھائی نے فوراً "ولید کو آواز دی۔

"بھائی! کیا بات ہے ڈاکٹر نے کیوں بلایا تھا آپ کو؟" فکر مندی اس کے لہجے سے عیاں تھی۔ "کچھ نہیں۔ کچھ میڈیسن کا کہا ہے وہ ابھی لاتا ہوں تم یوں کرو طوبیٰ اور معاذ کے ساتھ گھر جاؤ میں کہتا ہوں جاتے ہوئے تمہیں ڈراپ کردیں گے۔ گھر میں بھی تو کسی کا ہونا ضروری ہے۔" احسن بھائی نے اس سے نظر چرا کر معاذ کو آواز دی' جو ولید اور ارمغان کے پاس کھڑا

NOVELS JAHAN.COM

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

☆ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
☆ نئے بال اُگاتا ہے۔
☆ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
☆ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سوہنی ہیئر آئل قیمت=/70 روپے

12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جاسکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف =/70 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

1 بوتل کے لئے ---------- =/90 روپے
2 بوتلوں کے لئے ---------- =/160 روپے
3 بوتلوں کے لئے ---------- =/240 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارج شامل ہیں۔

منی آڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:
بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان پتوں سے حاصل کریں
بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 2735021

Scanned with CamScanner

تھا۔ اسریٰ شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھ کر رہ گئی مگر پلٹ کر کچھ کہہ نہ سکی۔

دل میں ہزاروں وسوسے لیے وہ گاڑی کے کھلے دروازے سے اندر بیٹھی تھی۔ طوبیٰ فرنٹ سیٹ پہ معاذ کے ساتھ بیٹھی تھی۔ سارا راستہ وہ تسلی اور دلاسے کی باتیں کرتی رہی۔ اسریٰ کے آنسو پھر رواں ہو گئے۔ معاذ کی نظر بیک مرر سے اس پہ پڑی تو اسے افسوس سا ہوا۔

"اس لڑکی کا دل کتنا چھوٹا سا ہے۔" اس نے سوچا۔ اس سے پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا کسی چھوئی موئی ٹائپ نروس لڑکی دیکھنے کا' جو مردانہ نگاہ سے فوراً" ہی سمٹ جائے اس کا آج تک جن جن لڑکیوں سے واسطہ پڑا تھا ان میں سے کوئی بھی چھوئی موئی ٹائپ نہیں تھی۔

اس نے عورت کے بہت سے روپ دیکھے تھے پھر اسریٰ تو جیسے سب سے جدا تھی۔

معاذ نے کالے رنگ کے آہنی گیٹ کے سامنے گاڑی روکی تو اسریٰ چونک کر اپنے خیالوں سے باہر آئی۔ اس نے ان دونوں کو رسماً" بھی اندر آنے کو نہیں کہا اور خود اتر کر چلی گئی۔ طوبیٰ نے تاسف سے اسے دیکھا۔

☼ ☼ ☼

رات کے دو بج چکے تھے۔ پر اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ عجیب سی بے چینی تھی۔ اسریٰ دروازہ کھول کر باہر آگئی۔ دل پتہ نہیں کیوں گداز ہوا جا رہا تھا۔ رومانہ بھابھی اور شہلا آپی دونوں سو رہی تھیں ایک اسے ہی چین نہیں تھا۔ اس بے چینی کی وجہ بھی اسے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سمجھ میں آگئی۔ احسن اور تیمور بھائی' کلثوم بیگم کا بے جان لاشہ لے کر گھر واپس آئے۔

اسریٰ کو نہیں یقین آرہا تھا کہ امی اب اس دنیا میں نہیں ہیں وہ کبھی بیمار بھی نہیں ہوئی تھیں۔ بس اچانک ہی بیماری کا بہانہ بنا اور وہ اس دنیا کو ہی ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئیں۔ اتنی محبت کرنے والی ماں کے دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا تھا وہ ممتا بھری آنکھیں بے نور ہوئی تھیں۔ اسریٰ احسن بھائی کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☼ ☼ ☼

کلثوم بیگم کو اس دنیا سے رخصت ہوئے دو ماہ ہو چکے تھے۔ سب ہی آہستہ آہستہ غم کے اس دھچکے سے سنبھل چکے تھے سوائے اسریٰ کے۔

شہلا آپی آتیں تو ہر ممکن تسلی دیتیں اور اس کا غم بانٹنے کی کوشش کرتیں۔ وہ زیادہ دن ادھر رک بھی نہیں سکتی تھیں اپنے گھربار اور بچوں والی تھیں پھر ان کی ساس کو بھی روز روز میکے جانا اور زیادہ قیام پسند نہیں تھا۔ اسریٰ نوٹ کر رہی تھی کہ امی کی وفات کے بعد رومانہ بھابھی کا رویہ کچھ کچھ بدل گیا ہے۔ پہلے وہ ہر بات میں اس کا خیال رکھتی تھیں اب اس توجہ کم ہو گئی تھی۔

کلثوم بیگم کی وفات کے بعد گھر میں تبدیلیاں بھی نظر آنے لگیں۔ پہلے صفائی کرنے والی لڑکی آتی تھی جو جزوقتی ملازمہ تھی۔ ماسی رحمت کچن کے کاموں تک محدود تھی۔ اب رومانہ نے ماسی رحمت کو نکال کر ایک اور عورت کو رکھ لیا تھا جس کے ساتھ اس کا میاں بھی اور ایک دس سال کا لڑکا بھی تھا۔ اس پورے کنبے کو گیٹ سے ہٹ کر دوسری سائیڈ پہ بنے دو کمرے دے دیے گئے۔ یعنی اب ان کا قیام ادھر ہی تھا۔

سارے گھر کا فرنیچر تبدیل کیا گیا خود رومانہ بھابھی نے بال کٹوا لیے اب انہوں نے باقاعدگی سے پارلر جانا شروع کر دیا تھا۔ اصل میں رومانہ کی فیملی سسرال کی نسبت خوش حال اور آزاد خیال تھی۔ کمی تو یہاں بھی کوئی نہیں تھی۔ احسان کا اچھا خاصا اپنا کاروبار تھا۔ شہر کے اچھے علاقے میں خوب صورت گھر تھا ارمغان بھائی کی شادی سے پہلے رومانہ کو کبھی کسی چیز کا احساس تک نہ تھا۔ لیکن ان کی بھابھی روحینہ نے جانے ان کی کون کون سی نادیدہ محرومیوں کو جگا دیا تھا۔ وہ جب

Scanned with CamScanner

بھی میکے جاتیں روحینہ نت نئے مشورے دیتی۔
"آپی! کیا آپ پینڈوؤں کی طرح گھر کے کام خود کرتی ہیں" آپ کی ساس مجھے بہت چالاک عورت لگتی ہیں سارا کچھ دبائے بیٹھی ہیں اور آپ خدمتیں کر کے مری جارہی ہیں" آخر احسن بھائی کی اتنی آمدنی کہاں جاتی ہے ساری ماں بہنوں کو کھلا دیتے ہوں گے۔ آپ حساب رکھیں نا اور ہاں کل وقتی ملازمہ رکھ لیں' اپنی طرف بھی توجہ دیں۔ پارلر کا چکر لگا لیا کریں اتنی فریش لک ہو گی آپ کی کیونکہ جوان بچوں کی ماں آپ لگتی ہی نہیں ہیں۔" روحینہ کی اور ایسی ہی کتنی باتیں تھیں جس سے ان کی سوچوں میں تبدیلی کا آغاز ہو گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

طوبیٰ کا فون آیا تھا۔
"السلام علیکم آپی! کیسی ہیں؟"
"ارے بات نہ کرو مجھ سے اتنے دن ہو گئے ہیں تم سے اتنا نہ ہو سکا کہ فون پہ ہی سہی میری خیریت پوچھ لو۔"
اس کے لہجے میں ازحد ناراضی تھی۔ اسریٰ چپ کی چپ رہ گئی۔ واقعی اس کا شکوہ بجا تھا۔
"آپی کیا بات ہے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔"
"ارے طبیعت کو مارو گولی۔ مجھے ڈاکٹر نے خوش خبری سنائی ہے اور اسی خوشخبری نے طبیعت خراب کی ہوئی ہے۔" طوبیٰ بھی زیادہ دیر غصہ نہ دکھا سکی اور اب اپنے مخصوص ہنستے کھلکھلاتے انداز میں اسے بتا رہی تھی۔ اسریٰ کو شرم سی آ گئی۔ "یہ تو اچھی بات ہے۔" وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی تب ہی بھابھی نے ریسیور اس سے لے لیا اور طوبیٰ کو اس بارے میں احتیاطی تدابیر بتانے لگیں۔ "آؤں گی تمہاری طرف جلد ہی۔" انہوں نے بار بار اصرار پہ طوبیٰ کو یقین دلایا۔ "اچھا اسریٰ سے کہیں وہ آج چکر لگا لے سچ میں مما کو بہت مس کر رہی ہوں۔ کوئی بہن ہی ہوتی اسریٰ جیسی۔" طوبیٰ کے انداز میں بچوں ایسی معصومیت تھی رومانہ مسکرا دیں۔
"میں ابھی ڈرائیور کے ساتھ اسریٰ کو بھجواتی ہوں۔"

جب گاڑی سے اتر رہی تھی عین ان کے پیچھے ایک اور گاڑی بھی آ رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ سے طوبیٰ کا بھائی دروازہ کھول کر نیچے اتر رہا تھا۔ اسریٰ کے احساسات عجیب سے ہو گئے۔ زمان نے معاذ کو سلام کیا۔ اس نے سن گلاسز اتار کر غور سے اسریٰ کی طرف دیکھا۔
"السلام علیکم!" معاذ نے سلام کرنے میں پہل کی۔ اس دوران چوکیدار گیٹ کھول چکا تھا۔ معاذ اس کے ساتھ اندر بڑھا۔
طوبیٰ ان دونوں کو اکٹھے دیکھ کر بہت خوش ہو گئی۔
"واہ یہ چاند اور سورج آج ایک ساتھ کیسے نکل آئے؟" وہ اسی محبت اور گرم جوشی سے ملی جو اس کی شخصیت کا خاصا تھا۔
"یہ سورج کی تو خیر ٹھیک ہے پر یہ چاند کون ہے؟" اسریٰ کی گھبراہٹ نے معاذ کی شرارتوں کو آج راہ دکھا ہی دی' طوبیٰ ہنس پڑی۔
"آپ کی یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے؟" کولڈ ڈرنک پیتے ہوئے اس کی مخاطب اسریٰ تھی۔ "جی اچھی ہی جا رہی ہے۔" اس کی نگاہیں گود میں رکھے ہاتھوں پہ تھیں۔
"میں حیران ہوتا ہوں کہ آپ یونیورسٹی کیسے پہنچ گئیں۔"
وہ الجھ سی گئی "کیوں کیا مطلب؟"
"میرا مطلب ہے کہ آپ اتنا ڈرتی ہیں وہاں تو بہت سے لڑکے ہوتے ہیں۔" وہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے پوری سنجیدگی سے کہہ رہا تھا "میرے سامنے آپ کا یہ حال ہے وہاں کیا ہوتا ہو گا؟"
وہ جیسے اسے اندر تک پڑھ رہا تھا۔ "جی نہیں میں آپ سے ڈرتی تو نہیں ہوں۔" اس نے شدومد سے معاذ کو جھٹلایا۔
"واقعی آپ مجھ سے نہیں ڈرتیں۔"
"جی نہیں۔" وہ مضبوطی سے بولی۔ اسے پتہ چل گیا تھا کہ معاذ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔ "اگر ایسی بات

Scanned with CamScanner

ہے تو آپ ذرا ایک منٹ کے لیے میری طرف دیکھیں۔"
وہ پوری سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ ادھر اسریٰ کی سابقہ کیفیت لوٹ آئی تھی "میں دیکھوں طوبیٰ آپی کیا کررہی ہیں؟" وہ وہاں سے اٹھ گئی تو معاذ ہنس پڑا ہنسی آئی۔ "عجیب ہونق ہیں محترمہ۔" اس نے خود کلامی کی۔

☆ ☆ ☆

فضا میں عجیب سی بے رونقی اور بے رنگی پھیلی ہوئی لگ رہی تھی۔ زمان کیاریوں سے جڑی بوٹیاں اور پتے وغیرہ صاف کررہا تھا۔ اسریٰ پاس ہی کین کی کرسی پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ ہاتھوں کے پیالے میں چہرا ٹکائے وہ کسی اور ہی جہان میں پہنچی ہوئی لگ رہی تھی۔ گزشتہ تین چار روز سے گھر کی فضا میں عجیب سا تناؤ آگیا تھا۔
ہفتے کو تیمور بھائی بھابھی اور بچوں کے ساتھ آئے تھے۔ ان کے ہیڈ آفس نے ان کو کینیڈا کی برانچ میں ٹرانسفر کردیا تھا۔ اگلے ہفتے ان کی فلائٹ تھی اسی سلسلے میں وہ ان سب سے ملنے آئے تھے۔ اسریٰ سدا کے نازک دل کی مالک رو پڑی تھی۔ "ارے پاگل میں کوئی ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں ملنے آتا رہوں گا میرا سب کچھ تو ادھر ہی ہے۔" انہوں نے اسریٰ کو ساتھ لگالیا تھا۔
شہلا بھی آئی ہوئی تھی اپنے شوہر عاقب کے ساتھ۔ اسریٰ کچن میں آگئی جہاں بلقیس کھانا پکانے میں لگی ہوئی تھی۔ اسریٰ کچھ دیر بعد دوبارہ اندر گئی تو ماحول کشیدہ تھا۔ رومانہ بھابھی کے چہرے پہ تنفر تھا کچھ ایسا ہی حال احسن بھائی کا تھا، جبکہ شہلا آپی کا منہ اترا اترا سا تھا، عاقب غصے میں تھا۔
"ہمارے خاندان کا دستور ہے ہم ایک گھر میں دو بیٹیاں نہیں دیتے، اسریٰ ابھی پڑھ رہی ہے۔ عمر پڑی ہے شادی کے لیے، وقت آنے پہ دیکھا جائے گا جو اس کے نصیب میں ہو گا مل جائے گا۔" رومانہ نے سنبھل کر حتی الامکان نرم لہجے میں اپنا موقف واضح کیا تھا۔
اسریٰ وہیں کھڑی رہ گئی۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اس کی زندگی میں یہ وقت بھی آئے گا۔ دوبارہ کچن میں آگئی۔ احساسات پہ یکدم برف سے پڑی تھی جس کی وجہ جاننے سے وہ خود بھی قاصر تھی۔ شہلا اور عاقب کھانا کھائے بغیر ہی چلے گئے۔ جس کی وجہ سے معاملے کی سنگینی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

☆ ☆ ☆

شہلا آپی اپنی ساس اور بڑی نند کے ساتھ ابھی ابھی آئی تھیں۔ شہلا آپی کی ساس زرینہ خاتون نے بڑے غور سے اسریٰ کا جائزہ لیا تھا۔ ان کے ایکسرے کرنے والے انداز سے وہ اندر ہی اندر خائف سی ہوگئی۔
"کتنا عرصہ باقی ہے تمہاری پڑھائی مکمل ہونے میں؟" بالکل تھانیدارانہ لہجہ تھا آج سے پہلے انہوں نے اس طرح سوال نہیں پوچھے تھے۔
"جی تقریباً دو سال۔" اس نے جواب بڑی فرماں برداری سے دیا۔
"ہونہہ!" انہوں نے ہنکارا بھرا اور دل ہی دل میں کچھ حساب کرنے لگیں۔ تب ہی رومانہ بھابھی آگئیں تو انہوں نے اسریٰ کو بہانے سے وہاں سے اٹھا دیا۔
"کیسی ہیں آپ آنٹی! آج کدھر ہمارے غریب خانے کا راستہ بھول پڑی ہیں۔" رومانہ نے شہد آگیں لہجے میں طنز کیا تھا، پر وہ بھی ہار ماننے والی نہیں تھیں۔
"میں نے سوچا آج خود ہی جاؤں اور پوچھوں تو سہی ہمارے انجم میں کیا خرابی ہے۔ اچھی خاصی جاب ہے ٹھیک ٹھاک تنخواہ ہے اوپر کی آمدنی اس کے علاوہ ہے۔ ارے لوگ خود لڑکی والے ہو کر اپنے منہ سے میرے انجم کے لیے رشتے کی بات کرتے ہیں پر مجھے اسریٰ ہی پسند ہے۔ یتیم بچی ہے باپ کے بعد ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا ہے۔ بھائی اپنے اپنے گھر کے ہو گئے اور سچ کہوں تو اس حال میں بہن بوجھ ہی لگتی ہے۔ میرے انجم نے خود اپنے منہ سے اسریٰ کا نام لیا ہے ورنہ اس کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔" زرینہ

Scanned with CamScanner

خاتون کا انداز ایسا تھا جیسے ان کی سات پشتوں پہ احسان کر رہی ہوں۔ رومانہ کے تو تلووں میں لگی اور سر پر بجھی انہوں نے بمشکل اندرونی غیظ و غضب پہ قابو پایا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں واقعی انجم کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے پر اسریٰ ابھی پڑھ رہی ہے پھر دونوں کی عمر میں بارہ، پندرہ سال کا فرق ہے۔"

"ارے بارہ پندرہ سال کا فرق کچھ معنی نہیں رکھتا، ویسے بھی عورت ایک دو بچوں کی ماں بن کر برابر کی لگنے لگتی ہے۔"

"احسن کا ابھی ارادہ نہیں ہے جب اسریٰ تعلیم مکمل کر لے گی تو دیکھا جائے گا۔" رومانہ نے سہولت سے زرینہ خاتون کو ٹالا۔

"تو پھر منگنی بلکہ نکاح کر لیتے ہیں۔" زرینہ خاتون کی بیٹی جمیلہ نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔

"میں اس موضوع پہ احسن سے تفصیلی بات کر چکی ہوں۔ وہ کہتے ہیں اسریٰ کی پڑھائی خاصی ٹف ہے دوران تعلیم منگنی یا نکاح اس کی پڑھائی پہ اچھا اثر نہیں ڈالے گی، ویسے بھی ہمارے ہاں ایک گھر میں دو بیٹیاں نہیں دیتے۔" رومانہ کے دو ٹوک جواب نے ان ماں بیٹی کو قدرے مایوس کر دیا۔

شہلا اس دوران خاموش تماشائی کی طرح بیٹھی رہی تھی۔ اس کی ذرا بھی مرضی نہیں تھی کہ اسریٰ اس کی دیورانی بن کر آئے پر سسرال والوں کے آگے وہ مجبور تھی۔

انجم انکم ٹیکس آفس میں جاب کر رہا تھا زمانہ طالب علمی سے ہی لڑکیوں میں اس کی دلچسپی کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی اس کے بے شمار افیئر چلے تھے، جو سب کے سب ناکام ہی ہوئے تھے۔ اب نہ جانے اس میں زیادہ قصور کس کا تھا دو بار خاندان میں منگنی ہو کے ٹوٹ چکی تھی وہ بھاری ڈیل ڈول کی وجہ سے اپنی عمر سے بڑا ہی نظر آتا تھا۔ اسریٰ اس کے سامنے بالکل گڑیا ہی لگتی تھی حساس اور معصوم۔ ذرا ذرا سی بات پہ رو دینے والی جبکہ انجم کی بد مزاجی اور غصے سے سارا گھر خائف رہتا تھا۔ آنے سے پہلے کتنی شدت سے دعا کی تھی کہ اور اس کی ساس کا ارادہ کہیں اور بن جائے۔

☼ ☼ ☼

وہ گھر واپس آئیں تو انجم بے چینی سے ان کا انتظار کر رہا تھا۔

"امی کیا صورت حال ہے۔ انہوں نے منگنی کی کوئی تاریخ دی ہے۔" وہ شہلا اور جمیلہ کا لحاظ کیے بغیر بے تابی سے پوچھنے لگا۔

"ارے! ذرا دم تو لینے دو، یہ کیا آتے ہی شروع ہو گئے۔" زرینہ نے تیز نگاہوں سے اسے گھورا تو وہ بے چارا کھسیانا سا ہو گیا۔

شہلا کپڑے بدلنے چلی گئی تو زرینہ نے کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔

"میں نے تو کہا تھا منگنی ابھی کر لیتے ہیں۔ شادی تعلیم مکمل ہونے پر کریں گے پر وہ رومانہ نہیں مانی۔ اس کی نیت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔" زرینہ نے بتایا۔

"اور یہ گھنی شہلا وہاں چپ سادھے بیٹھی رہی۔ ساری بات میں نے ہی کی۔"

"لیکن اماں! اسریٰ ہی اس گھر میں تمہاری بہو بن کر آئے گی۔"

"تو پھر جاؤ اسریٰ کو اٹھا کر لے آؤ وہ تو راضی نہیں ہیں۔" زرینہ خاتون کو تاؤ آگیا۔

"اماں ایسے نہ کہیں۔ میں اسے اٹھا کے بھی لا سکتا ہوں۔" زرینہ خاتون نے چبھتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ ڈھیلا سا پڑ گیا۔

"مجھے تو لگتا ہے رومانہ کی نیت میں فتور ہے۔ آخر اتنا بڑا اور قیمتی گھر کلثوم، اسریٰ کے نام کر کے گئی ہے۔ اسے دکھ تو ہو گا کہ ساری زندگی خدمت وہ کرتی رہی اور نام سب کچھ اسریٰ کے ہو گیا۔"

"اماں! آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ مجھے بھی ایسے ہی لگتا ہے اس سے پہلے کہ کچھ ہو جائے آپ کچھ عرصہ ٹھہر کے دوبارہ جائیں اور اس بار منگنی یا نکاح کی تاریخ لے

کر ہی آئیں۔ مجھے اسریٰ کی پڑھائی سے کوئی غرض نہیں ہے کون سا نوکری کروانی ہے پہلے ہی وہ نازک سی ہے۔" انجم کے خیال میں اسریٰ کا سراپا لہرایا تو لہجہ میں بھی نرمی آ گئی۔ زرینہ خاتون دوبارہ اسے گھورا جیسے کہہ رہی ہوں "ابھی وہ اس گھر میں آئی نہیں ہے اور تمہیں اس کا کتنا خیال ہے۔"

"بس شادی ہونے کی دیر ہے۔ میں گھر اپنے نام کروالوں گا۔" انجم کے ارادے ابھی سے بڑے جارحانہ تھے۔

"ہاں اسریٰ ویسے بھی دبو سی لڑکی ہے۔ بڑے آرام سے مان جائے گی۔ ویسے بھی شادی کے بعد لڑکی کی ہر چیز شوہر کی ہو جاتی ہے۔ سمجھو گھر بھی تمہارا ہوا۔" زرینہ خاتون بیٹے سے سو فی صد متفق تھیں۔

"ہاں اماں! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ بس کچھ روز بعد جانا اور جواب لے کر ہی آنا' ورنہ شہلا بھابھی کو اپنے میکے میں ہی بیٹھنا پڑے گا۔" انجم سفاکی سے بولا۔

"ارے واہ یہ سامنے کی بات میرے ذہن میں کیوں نہیں آئی۔ اب دیکھتی ہوں۔ کیسے انکار کرتی ہے رومانہ!" کسی خیال سے زرینہ خاتون کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

☆ ☆ ☆

اسریٰ یونیورسٹی سے آنے کے بعد لیٹی ہوئی تھی کھانا کھانے کو بھی دل نہیں کر رہا تھا۔ شام ہو گئی تھی' جب لائبہ نے آ کے کمرے کی لائٹ جلائی۔

"پھپھو جانی اٹھ جائیں۔" اس نے اسریٰ کا بازو ہلایا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"میں سو تو نہیں رہی تھی۔" وہ کسل مندی سے بولی۔

"پھر خواب دیکھ رہی ہوں گی۔ شہلا پھوپھو کے دیور کے ہے نا یہی بات۔"

وہ اسے چھیڑ رہی تھی۔ اسریٰ کا رنگ ایک لمحے کے لیے زرد ہوا۔ گزشتہ تین روز سے وہ اس خیال سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"پھوپھو کیا ہوا میری بات بری لگ گئی ہے۔ میں تو ایسے ہی تنگ کر رہی تھی' ورنہ یہ انجم انکل مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہیں۔ آپ کے ساتھ تو کوئی پیارا سا ہی سوٹ کرے گا' جس کو میں فخر سے اپنے فرینڈز سے ملوا سکوں جیسے وہ طوبیٰ آپی کے بھائی ہیں نا معاذ۔" اس کی بات پہ اسریٰ اندر تک ہل گئی۔

"لائبہ پلیز مجھے تنگ نہ کرو۔" کتنے آرام سے اتنی بڑی بات آسانی سے کہہ گئی تھی' یہ جانے بغیر کہ اسریٰ کے دل پہ کیا کیا قیامت گزر گئی ہے۔

"پھوپھو! پتہ نہیں آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ اتنی چپ چپ سی رہتی ہیں۔ یونیورسٹی سے آنے کے بعد کمرے میں بند ہو جاتی ہیں۔ کچھ بتاتی بھی تو نہیں ہیں آپ۔" لائبہ کے دل سوز لہجے سے اس کی محبت جھانک رہی تھی۔ اسریٰ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑنے کو بے تاب ہو گئے اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی۔ مما نے اسے آواز دی تو وہ چلی گئی۔ اسریٰ کو نت نئے سوچوں کے گرداب میں چھوڑ کر۔

آنکھوں سے گرتا نمکین پانی اس کے گال بھگوتا چلا گیا۔ بھلا وہ کیوں اتنا سوچ رہی تھی۔ صرف ایک احساس ہی تو تھا اَن چھوا سا۔

جب سے گھر میں شہلا آپی کے دیور انجم والا سلسلہ چلا تھا تب سے وہ ٹینشن میں تھی۔ پھر اس سلسلے میں بھابھی اور بھائی کے درمیان آئے روز بحث و مباحثہ بھی کون سا ڈھکا چھپا تھا۔ اوپر سے بھابھی کی سرد مہری اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ کلثوم بیگم کی زندگی میں ایسا نہیں تھا' وہ لائبہ اور ازما کی طرح اس کا خیال رکھتی تھیں۔ ایسا کون سا خلا تھا جس نے ان کے رشتے میں دراڑ ڈال دی تھی۔

☆ ☆ ☆

رومانہ بھابھی نے بھائی اور بھابھی کی دعوت کی تھی اسی لیے اسریٰ بھی یونیورسٹی نہیں گئی تھی۔ رومانہ خود کچن میں بلقیس کے ساتھ کھانا بنانے میں مدد کر رہی

Scanned with CamScanner

تھیں۔ اسریٰ سلاد کے لیے سبزیاں کاٹ رہی تھی۔ گوشت اور قیمہ اس نے پہلے ہی دھو کر رکھ دیا تھا۔

کپڑے بدل کر اس نے ڈائننگ ٹیبل پہ برتن سیٹ کر دیے اور گل دان میں تازہ پھول سجا دیے ہر چیز صاف ستھری اور ترتیب سے تھی۔

ڈور بیل پہ اسریٰ نے ہی دروازہ کھولا تو دو گاڑیاں یکے بعد دیگرے داخل ہوئیں۔ ایک میں طوبیٰ' ولید اور طوبیٰ کی مما تھیں جبکہ دوسرے میں ارمغان اور روحینہ تھے۔ اسریٰ فردا" فردا" سب سے ملی۔

"مما یہ ہے اسریٰ جس کا ذکر کیا تھا میں نے۔"

طوبیٰ کے پُر اشتیاق انداز پہ طاہرہ بیگم نے غور سے اسے دیکھا اور اس کے ماتھے پہ بوسہ ثبت کیا۔

باتیں کرتے کرتے اسریٰ انہیں اپنی ہمراہی میں ڈرائنگ روم میں لائی۔ رومانہ بھابھی کچن بلقیس کے سپرد کر کے خود سب کے پاس آگئی تھیں۔

وہ بھی طوبیٰ کی مما سے پہلی بار ملی تھیں۔ ان کے انداز میں ایسی شفقت اور اپنائیت تھی جس نے تھوڑی دیر میں ہی ان سب کو اسریٰ سمیت گرویدہ کر لیا۔ رومانہ ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

"اسریٰ! تم کچن میں جاؤ اور بلقیس کو دیکھو ذرا۔" وہ دوبارہ آنٹی سے باتیں کرنے لگیں۔

معاذ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ کھانا تقریبا" تیار تھا۔ ولید اور احسن فون کر چکے تھے۔ اس نے بتایا کہ اسے آفس سے نکلتے ہوئے ذرا دیر ہو گئی ہے وہ چینج کر کے بس آرہا ہے۔

رومانہ نے اسریٰ سے کہا کہ وہ کباب فرائی کر لے۔ باقی سب چیزیں تیار تھیں۔ اتنے میں معاذ بھی آگیا۔ رومانہ نے بلقیس سے اس کے لیے جوس لانے کو کہا کیونکہ موسم میں ابھی بھی خوشگوار سی حدت موجود تھی۔

بلقیس نے جوں ہی ٹرے اس کے آگے کی' ہاتھ لگنے سے وہ الٹ گئی جوس معاذ کے کپڑوں پہ گر گیا۔ بے چاری بلقیس کا رنگ فق ہو گیا۔ رومانہ غصے میں آکر کچھ کہنے ہی لگی تھیں کہ معاذ نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"بھابھی! غلطی سے میرا ہاتھ لگا اور جوس گرا ہے۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے میں جا کے دھو لیتا ہوں۔"

بلقیس نے ممنون نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں احسن کی کوئی شرٹ دے دوں۔ بلقیس یہ دھو کے استری کر دے گی۔"

"ارے نہیں بھابھی! بس مجھے باتھ روم دکھا دیجیے۔"

"جاؤ بلقیس! ان کو لے جاؤ۔"

"جی اچھا۔" وہ سعادت سے سر ہلاتے ہوئے اسے ساتھ لے آئی۔

"آپ مجھے شرٹ اتار دیں میں دھو کے سکھا کے ابھی استری کر دیتی ہوں۔"

"یہ لو مگر جلدی چاہیے مجھے۔" معاذ نے شرٹ اتار کر اسے دے دی۔

بلقیس شرٹ لے کر باتھ روم میں چلی گئی۔ معاذ صوفے پہ بیٹھ گیا۔ سامنے ٹیبل پہ میگزین پڑے ہوئے تھے اس نے ایک اٹھا کر ورق گردانی شروع کر دی۔ یہ اسریٰ کا کمرا تھا۔

اندر بیٹھے سب خوش گپیاں کر رہے تھے بھابھی نے کھانا لگانے کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں کہا تھا اس لیے اسریٰ نے سوچا فارغ وقت میں عشاء کی نماز ہی پڑھ لے۔ وہ یہی سوچتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ دوسرا قدم اٹھانے سے پہلے ہی گویا وہیں جم سی گئی۔

معاذ کو اس نے ابھی دیکھا تھا اور وہ بھی اپنے کمرے میں اس حال میں کہ وہ شرٹ کے بغیر بڑے آرام سے بیٹھا میگزین دیکھ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ پلٹتی معاذ اسے دیکھ چکا تھا۔

"السلام علیکم۔ آپ نے تو خیریت پوچھنی نہیں ہے۔ میں ہی پہل کر لوں۔" اس کے لہجے میں نا محسوس سی شرارت تھی۔

"صاحب جی! میں نے شرٹ دھو کر مشین میں ڈال دی ہے۔ ابھی پانچ منٹ میں استری کرتی ہوں۔" بلقیس دوپٹے کے پلو سے ہاتھ پونچھتی باتھ روم سے باہر

Scanned with CamScanner

آئی۔

"کمال ہے سلام کا جواب بھی نہیں دیتی ہیں آپ کیا آپ کے ہاں مہمانوں سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے؟"

"وعلیکم السلام!" اسریٰ کو اسے اس حال میں پاکر شرم آگئی تھی۔ وہ اس کی طرف سے نگاہیں موڑ کر بیٹھی تھی۔ بلقیس شرٹ لے کر استری کرنے چلی گئی تھی۔ معاذ نے میگزین رکھ دیا۔ اب وہ مکمل طور پر اس کی نگاہوں کے حصار میں تھی اس کی نگاہوں کے ارتکاز کو محسوس کر کے اسریٰ کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔

"ایک بات تو بتائیں۔ آپ اتنا ڈرتی کیوں ہیں۔ میں کوئی آدم خور ہوں جو آپ کا خون پی جاؤں گا۔"

"اف....." اسریٰ کو یوں لگا ابھی اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

اس کے ماتھے پہ شبنمی قطرے ابھر آئے تھے۔ بلقیس، معاذ کی شرٹ لائی تو اس نے شکر کیا۔

"نہ جانے کیوں اس زور آور شخص کے سامنے میری زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ کوئی کھا تھوڑی جائے گا۔" غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر دوبارہ کچن میں آگئی، اب اس کا ارادہ مہمانوں کے جانے کے بعد عشاء کی نماز پڑھنے کا تھا۔

"بہت اچھی بچی ہے اسریٰ، طوبیٰ کا جب بھی فون آتا ہے اس کی تعریف کرتی ہے، مجھے اتنا شوق تھا اسریٰ کو دیکھنے کا۔ یہ خواہش بھی آج پوری ہو گئی ہے ماشاء اللہ بہت سعادت مند ہے اسریٰ، اللہ نصیب اچھے کرے اس کے، کہیں بات طے تو نہیں کی ہے ابھی اس کی۔" طاہرہ بیگم کا رخ رومانہ اور احسن بھائی کی طرف تھا۔

"نہیں ابھی تو نہیں کی ہے پڑھ رہی ہے نا!"

"اچھا اچھا مجھے تو اسریٰ بہت پسند آئی ہے۔" وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان تھیں۔ روحینہ کی نگاہ میں ایک لمحے کے لیے بے چینی سی ابھری۔

"معاذ بھائی! آپ نے کل آنٹی کو لے کر ہماری طرف آنا ہے مما کو اتنا شوق ہے آنٹی سے ملنے کا۔"

"کیوں نہیں بھابھی! میں لے کر آجاؤں گا۔"

"آنٹی! آپ بھی معاذ بھائی کے لیے کوئی لڑکی دیکھیں نا وہ دوست تو شادی کے بندھن میں بندھ چکے ہیں۔ ان کی باری بھی آنی چاہیے۔"

روحینہ کا اشارہ، ولید اور ارمغان کی طرف تھا۔

"اسی سال ان شاء اللہ معاذ کی شادی بھی ہو جائے گی۔"

"کیوں آپ نے لڑکی پسند کر لی ہے۔"

"تقریباً۔" طاہرہ بیگم کا جواب مبہم سا تھا۔ روحینہ کا منہ اتر گیا۔ اصل میں اسے بھی معاذ بہت پسند تھا۔ روحینہ کی چھوٹی بہن ثناء بہت لاڈلی اور نک چڑھی تھی اسے کوئی پسند ہی نہیں آتا تھا ہر رشتے میں کیڑے نکال کر رد کر دیتی تھی۔ ارمغان بھائی کی شادی میں اس نے معاذ کو دیکھا تھا تو وہ اسے بہت اچھا لگا تھا۔ روحینہ کو بھی معاذ پسند آیا تھا وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح یہ رشتہ ہو جائے۔ اب آنٹی طاہرہ بھی آئی ہوئی تھیں وہ ثناء سے مل لیتیں تو وہ انہیں ضرور پسند آتی کیونکہ وہ خوب صورتی میں بے مثال تھی۔

ارمغان کے ساتھ بھی اس کا ایسے ہی افیئر چلا تھا جس کے نتیجے میں دونوں کی شادی ہو گئی تھی۔

پر رومانہ آپی کی نند کی بار بار تعریف نے اسے کسی خطرے کا احساس دلایا تھا۔ کھانے کے بعد طوبیٰ، ولید اور معاذ طاہرہ بیگم کے ساتھ چلے گئے۔

روحینہ بیٹھی رہی۔ ارمغان اور احسن باتیں کر رہے تھے۔

"آپی! اسریٰ کے رشتے کی کہیں بات کی ہے یا نہیں؟" وہ رومانہ کو لے کر الگ جگہ بیٹھ گئی۔

"ارے نہیں۔ ابھی نہیں، ویسے میری بڑی نند شہلا کی ساس اپنے چھوٹے بیٹے انجم کا رشتہ لائی ہیں اسریٰ کے لیے......"

"پھر آپ نے کیا جواب دیا؟" اس کے انداز میں اتنی بے تابی تھی کہ رومانہ چونک گئی "جواب کیا دینا ہے شہلا کی ساس ہیں وہ، صاف انکار بھی نہیں کر سکتے

Scanned with CamScanner

لیکن احسن بالکل راضی نہیں ہیں۔ سچ پوچھو تو مجھے بھی انجم پسند نہیں ہے اسریٰ اتنی حساس لڑکی ہے۔"
کچھ بھی سہی اسریٰ ان کے ہاتھوں میں بڑی ہوئی تھی۔ اگرچہ جب سے انہیں پتہ چلا تھا کہ کلثوم بیگم نے یہ گھر جس میں وہ رہ رہے ہیں اسریٰ کے نام کر دیا ہے تب سے ان کے رویے میں خاصی سرد مہری آگئی تھی۔ پر انجم کا رشتہ جب اسریٰ کے لیے آیا تو سب سے پہلے مخالفت انہوں نے ہی کی تھی۔
"آپی! مما بھی ثناء کے لیے پریشان ہیں۔ اسے کوئی لڑکا پسند ہی نہیں آتا ہے۔ میں سوچ رہی تھی کہ معاذ بھی اچھا لڑکا ہے اگر آنٹی کو ثناء پسند آجائے تو......؟"
"روحی! تم نے بڑے دور کی سوچی ہے۔ ویسے طوبیٰ کی باتوں سے لگتا ہے کہ اسے اسریٰ بہت پسند ہے اگرچہ کوئی باقاعدہ بات چیت تو نہیں ہوئی ہے پر اس کے رویے سے ایسا ہی لگتا ہے۔" رومانہ نے اسے بتا دیا تو حسد کی ایک لہر اسے شرابور سی کر گئی۔
"ویسے معاذ بھائی اور آپ کی نند کا کوئی جوڑ بنتا نہیں ہے۔ معاذ بھائی کے ساتھ کوئی اَپ ٹو ڈیٹ لڑکی لڑکی ہونی چاہیے جو قدم سے قدم ملا کر ان کے ساتھ چل سکے۔ اسریٰ تو اس معاملے میں زیرو ہے چار لوگوں کے سامنے اس کی آواز ہی نہیں نکلتی ہے۔" روحینہ نے مبالغے کی انتہا کر دی۔
"آپ جلد از جلد اسریٰ کی شادی کر کے اس بوجھل کو سر سے اتار دیں اور لائف انجوائے کریں ویسے آپ کی ساس نے یہ گھر اسریٰ کے نام کر کے اچھا نہیں کیا ہے۔"
روحینہ نے پھر ان کی دکھتی رگ چھیڑی تو انہیں نئے سرے سے تکلیف ہوئی۔
"تیمور بھائی تو مزے سے اس کو آپ کے سپرد کر کے کینیڈا چلے گئے ہیں یعنی اپنا بوجھ بھی بڑے بھائی اور بھابھی پہ ڈال گئے ہیں۔ میں کہتی ہوں فون کر کے کہیں کہ اسریٰ کو اپنے پاس بلوا لیں۔ آخر وہ صرف آپ کی ہی تو ذمہ داری نہیں ہے نا ......"
وہ رومانہ کو پھر اپنے ڈھب پہ لا رہی تھی۔ کچھ کچھ بلکہ کافی حد تک رومانہ قائل بھی ہو گئی تھیں۔

☆ ☆ ☆

اسریٰ سر عرفان کی کلاس لے کر باہر نکلی تھی۔ وہ اسماء سے باتیں کر رہی تھی جب اسریٰ اپنے قریب جانی پہچانی آواز سن کر پیچھے کی سمت مڑی۔ انجم خوشگوار مسکراہٹ چہرے پہ سجائے کھڑا تھا۔
"السلام علیکم۔ کیا حال ہے اسریٰ! سوچا آج تم سے مل لوں بہت دن ہو گئے ہیں نا تمہیں دیکھے ہوئے۔"

وہ جنم جنم کی بے تکلفی سے بول رہا تھا۔ اسماء کبھی اسے اور کبھی انجم کی طرف دیکھ رہی تھی کیونکہ اسریٰ نے کبھی ذکر نہیں کیا تھا اور سامنے کھڑے شخص کی نگاہ کا رنگ جدا سا تھا۔ "میں ٹھیک ہوں بالکل اور شہلا آپی کیسی ہیں۔ سنی ٹھیک ہے......" اسریٰ نے بہت مشکل سے خود قابو پاتے ہوئے یہ جملے ادا کیے۔
"سب ٹھیک ہیں میرا حال تو تم نے پوچھا ہی نہیں۔"

"چلو اسماء! کلاس کا وقت ہو گیا ہے......" "میں کلاس میں جا رہی ہوں اللہ حافظ میری طرف سے سب کو سلام کہیے گا۔" پھر اسماء سے بھی پہلے اس نے قدم آگے بڑھا لیے۔
انجم وہیں کھڑا اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔
"اسریٰ بی بی! بہت نخرہ آگیا ہے تم میں ناک کے راستے نکال باہر کروں گا۔" اسے اسریٰ کا رویہ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ حالانکہ اپنے بارے میں اس نے بالکل نہیں سوچا تھا کہ اس طرح یونیورسٹی جا کے اسریٰ سے ملنے پہ وہ کیا کچھ سوچ اور محسوس کر سکتی ہے۔

لیکچر کے دوران بھی اسریٰ کا دھیان انجم کی یونیورسٹی آمد کی طرف تھا۔

☆ ☆ ☆

"شہلا آپی! انجم بھائی آج یونیورسٹی آئے تھے۔ مجھے اچھا نہیں لگا۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ آئندہ

Scanned with CamScanner

خود وہ اسریٰ کی بہت زیادہ تعریفیں کرتی کہ پھر ایک روز
جب اس نے بتایا کہ وہ اسریٰ کو معاذ بھائی کی دلہن کے
روپ میں دیکھتی ہے تو تب ولید کا دل عجیب سا ہو گیا تھا
کہ جیسے طوبیٰ نے اس کی برداشت سے زیادہ بات کر
دی ہے۔ حسد کی ایک لہر نے اسے شرابور سا کر دیا تھا۔
جب تک طوبیٰ کے ساتھ اس کی شادی نہیں ہوئی تھی
وہ اسے اپنا آئیڈیل لگتی تھی اب اسریٰ اسے اپنے
آئیڈیل کے قریب ترین لگتی تھی۔ طوبیٰ نڈر اور منہ
پھٹ تھی۔ کبھی یہی اس کی خوبی تھی۔ اب ولید کو
اسریٰ کی کم گوئی اور خود اعتمادی سے محروم شخصیت
بھانے لگی تھی۔ خود بہ خود ہی ولید کی توجہ طوبیٰ پر سے
کم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ پہلے تو طوبیٰ سمجھ ہی نہ سکی پر
اب اسے بھی لگتا تھا کہ ولید کے پیار میں کمی آ گئی
ہے۔ وہ پہلے جیسا نہیں رہا ہے۔ اب کچھ روز سے تو وہ
اسے اجنبی سا لگنے لگا تھا۔ اس بات پہ دونوں میں پہلی
بار لڑائی ہوئی طوبیٰ تو لاہور جا رہی تھی ناراض ہو کر۔ پھر
خود ہی مما اور بھائیوں کا خیال کر کے رک گئی کہ
خوامخواہ پریشان ہوں گے۔ اسے تو کچھ سمجھ میں نہیں
آتا تھا کہ ولید کیوں ایسا ہو گیا ہے، وہ جو محبت کے اتنے
بڑے دعوے کرتا تھا کیوں بدل گیا ہے۔

اسریٰ نے سہارا دے کر کومل کو گاڑی میں بٹھایا۔
وہ جھکی ہوئی تھی تب ولید نے اس کی شاخ گل ایسے
نازک سراپے کو بڑے غور سے دیکھا سرخ کپڑوں میں
وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ نہایت متناسب سراپا، بڑی
بڑی آنکھیں جو کسی انجانے خوف سے اکثر جھکی رہتی
تھیں، ولید کے خیالوں میں طوبیٰ کا سراپا لہرایا۔ بے ڈول
اور بھدا، وہ تخلیق کے عمل سے گزر رہی تھی۔
حالانکہ ولید فی الحال بچوں کے حق میں نہیں تھا پر یہ
طوبیٰ کا شوق تھا۔

ولید آئے روز پارٹیز اور فنکشن اٹینڈ کرتا تھا جب
سے طوبیٰ کا جسم بھدا اور بے ڈول ہونا شروع ہوا تھا
ولید نے اسے ساتھ لے جانا چھوڑ دیا تھا۔

اسریٰ کومل کو بٹھا کر خود ہی بیٹھ گئی۔ تب اس نے
ولید سے حال احوال پوچھا۔ وہ بیک مرر سے پیچھے ہی
دیکھ رہا تھا۔ آج وہ بے پناہ اچھی لگ رہی تھی۔ اتنی
زیادہ کہ اسے طوبیٰ سے شادی کرنے پہ پچھتاوا ہونے
لگا۔

"کیوں میں نے اتنی جلدی کی تھوڑا سا انتظار کر لیتا
نا۔" وہ تاسف سے خود سے بولا۔

کومل کے ہوٹل پہنچتے ہی سب دلہن دیکھنے کے لیے
دوڑ پڑے۔ دلہن، دولہا کے لیے بنائے گئے اسٹیج پر تل
دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ اسریٰ نیچے اترنے کی
کوشش میں کسی سے ٹکرائی تھی وہ جو کوئی بھی تھا اس
نے اسریٰ کو تھام کر گرنے سے روکا تھا۔ اس نے پیچھے
پلٹ کر دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ معاذ تھا۔ اس اچانک
تصادم پہ اس کی آنکھوں میں شوخ سی چمک لہرائی تھی
تو اسریٰ کا چہرہ گلنار ہو گیا۔ ٹوپیس میں تمام تر مردانہ
وجاہتیں سمیٹے وہ بے پناہ جاذب نظر اور سحر انگیز لگ رہا
تھا۔

"بہت اچھی لگ رہی ہیں مس چھوئی موئی!" اس
کے بعد وہ نہ جانے کیسے وہاں سے جگہ بنا کر بھاگی تھی۔

ولید کی نظریں اسریٰ پہ ہی فوکس تھیں۔ وہ
نسبتاً الگ تھلگ سی ہو کے بیٹھی تھی، طوبیٰ اور وہ
دونوں اس کے سامنے تھیں اور وہ بار بار نئے سرے
سے سوچ کے کڑھ رہا تھا۔ موازنہ کر رہا تھا۔

روحینہ نے ثناء کو نگاہوں میں اشارہ کیا کہ معاذ
سامنے ہے۔ اس کے پاس جاؤ۔ وہ خراماں خراماں چلتی
اس کے پاس جا رکی۔

"بہت رش ہے ادھر میں تو گھبرا ہی گئی ہوں اتنے
سارے مہمان ہیں۔" اس نے خود ہی بات کا آغاز کیا۔

"ہوں یہ تو ہے ارمغان نے کافی ملنے جلنے والوں کو
انوائٹ کیا ہے پھر شادیوں میں ایسا تو ہوتا ہے۔" وہ
دوسری یا شاید تیسری بار ارمغان کی سالی سے مل رہا
تھا۔ وہ اسے بڑی نازک مزاج لگی تھی۔

"ویسے لگتا نہیں ہے کہ آپ پولیس میں ہوں گے۔
جب آپی نے مجھے بتایا کہ آپ اسپیشل سروس میں
ہیں تو مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کیونکہ میرے ذہن
میں پولیس کا جو امیج ہے آپ اس سے بالکل میچ نہیں

Scanned with CamScanner

کرتے۔" وہ صاف گوئی سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی۔

"ہاں شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ اور کیا مصروفیات ہیں آپ کی؟"

"میں ایم بی اے کر رہی ہوں۔ فائنل سمسٹر ہے میرا اور بس 'فرینڈز ہیں میں ہوں لانگ ڈرائیو ہے اور آپ کی کیا ہابیز ہیں؟" وہ اب قدرے بے تکلفی سے بولی۔ "میری کچھ خاص ہابیز نہیں ہیں بس جاب میں بزی ہوتا ہوں اگر وقت مل جائے تو مطالعہ کر لیتا ہوں یا گاڑی لے کر نکل جاتا ہوں۔"

ثناء کے سوالات ختم ہونے میں نہیں آرہے تھے۔ وہ اب وہاں سے ہٹنا چاہ رہا تھا۔ روحینہ سائیڈ پہ کھڑی دونوں کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

"ایکسوزمی میری کال آگئی ہے۔" معاذ کا سیل فون گنگنایا تو وہ معذرت کر کے باہر آگیا۔

☆ ☆ ☆

"بہت خوب صورت ہیں روحینہ کب بنوائے ہیں۔" رومانہ نے سونے کے خوب صورت کنگن ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔

"بس کل ہی لائی ہوں۔"

"آرڈر پہ بنوائے ہیں کیا کافی وزنی ہیں؟" رومانہ نے دل ہی دل میں ان کے وزن کا اندازہ لگایا۔

"نہیں آپی آرڈر پہ نہیں بنوائے۔ بس دیکھے تو پسند آگئے سو لے لیے آپ کو کیسے لگے آپی!" روحینہ بغور اس کے تاثرات نوٹ کر رہی تھی۔

"رئیلی بہت خوب صورت ہیں اتنا یونیک اسٹائل ہے حالانکہ بھاری جیولری سے مجھے سدا کی چڑ ہے' پھر یہ بہت زبردست ہیں۔"

"میں نے آپ کے لیے ہی لیے ہیں۔"

"کیا؟" رومانہ ایک لحظے کے لیے حیران ہوئیں۔

"جی ہاں آپ کے لیے ہیں یہ۔" اس نے یقین دلایا تو رومانہ نے پھر انہیں ہاتھ میں لے کر دیکھا۔

"تھینک یو روحینہ!" رومانہ نے پیار سے اس کا گال چوم لیا۔ وہ رشتے میں چھوٹی بھابھی لگتی تھی اور اس کے لیے اتنے خوب صورت اور مہنگے سونے کے کنگن لیے تھے 'سو پیار آنا تو لازمی تھا۔ روحینہ کے لیے اس کے دل سے پیار امنڈا پڑ رہا تھا۔ جس کا انہوں نے واضح اظہار کیا۔ روحینہ نے بڑے چاؤ سے تینوں کنگن کا سیٹ ان کے دائیں ہاتھ کی کلائی میں پہنایا۔

مما نے بھی دیکھا تو سراہا کہ بہت خوب صورت ہیں۔ بہو نے بیٹی کو کنگن دیے تھے ایک دم ہی روحینہ کا مقام ان کی نظر میں بڑھ گیا تھا۔ اس نے کل ساس کے لیے بھی شاپنگ کی تھی۔

روحینہ نے باتوں باتوں میں انجم کے رشتے کے متعلق پوچھا تو رومانہ نے نفی میں سر ہلایا "نہیں تو اصل میں احسن کو یہ رشتہ ذرا بھی پسند نہیں ہے۔ لالچی لوگ ہیں۔ ان کی نظر اسریٰ کے نام ہونے والے مکان پر ہے پھر انجم اسریٰ سے اچھا خاصا بڑا ہے۔ اب پھینک بھی تو نہیں سکتے نا لڑکی کی ذات ہے۔ کل کو کچھ ہوا تو الزام بھائی اور بھابھی پہ آئے گا۔ اس لیے ہم خاموش ہیں۔" رومانہ نے پوری تفصیل بتائی۔

"ٹھیک کہتی ہیں آپ لڑکیوں کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے اب مما بھی ثناء کے لیے بہت پریشان ہیں۔ کوئی ڈھنگ کا رشتہ ملتا ہی نہیں ہے اور جو پرپوزل آتے ہیں۔ وہ ایویں سے ہوتے ہیں۔ اب کومل کی شادی میں مما نے معاذ بھائی کو دیکھا تو وہ انہیں بہت اچھے لگے کہنے لگیں کاش ثناء کے لیے معاذ جیسا لڑکا مل جائے تو کتنا اچھا ہو۔" وہ آہستہ آہستہ نامحسوس طریقے سے مطلب کی بات کی طرف آرہی تھی۔

"کہتی تو تم ٹھیک ہو بیٹی! معاذ بہت اچھا اور دیکھا بھالا لڑکا ہے۔ خاندانی ہے۔ اچھی پوسٹ پہ کام کر رہا ہے طاہرہ بیگم بھی اس کے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں۔ طوبیٰ نے ذکر کیا تھا کہ کوئی لڑکی دیکھ رکھی ہے۔" روحینہ کی ساس نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"مما ثناء آپ کے سامنے ہے۔ خوب صورت ہے۔ اعلا تعلیم یافتہ ہے اور خاندان آپ کے سامنے ہے اگر ثناء اور معاذ کا رشتہ ہو جائے تو۔۔۔۔" آخری جملہ ادا

کرتے کرتے اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ سی آگئی تھی جیسے اس نے مشکل سے یہ بات کہنے کی ہمت کی ہو۔

"تجویز تو اچھی ہے تمہاری پر۔۔۔" رومانہ نے بات کرتے کرتے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور کسی گہری سوچ میں ڈوب گئیں جیسے کسی فیصلے پہ پہنچنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

"جوڑی تو دونوں کی خوب لگے گی' پھر معاذ ارمغان بھائی کا دوست بھی ہے میں کرتی ہوں کچھ۔ آنٹی اور طوبیٰ سے بات کر کے ان کی رائے جاننے کی کوشش کروں گی۔" رومانہ کا جواب حوصلہ افزا تھا روحینہ کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے اندرونی مسرت پہ بمشکل قابو پاتے ہوئے رومانہ کے ہاتھ پکڑ لیے۔

"اوہ آپی تھینک یو تھینک سو مچ کہ آپ یہ کام کریں گی۔ مما کی تو نیندیں ہی بیٹی ذات کی وجہ سے اڑی ہوئی ہیں آپ کو تو پتہ ہی ہے کہ بیٹی کی کتنی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اچھا رشتہ آئے تو ہماری فکر بھی کم ہو۔" روحینہ کا انداز جذباتی تھا۔

"ارے روحینہ کیسی باتیں کرتی ہو۔ اس میں شکریہ کی کیا بات ہے ثناء میرے لیے کومل کی طرح ہے۔" وہ پورے خلوص سے کہہ رہی تھی۔ روحینہ کے چہرے پہ اطمینان نظر آ رہا تھا۔

طوبیٰ کے ہر ہر انداز سے اسریٰ کے لیے جو خلوص چھلک رہا تھا' وہ بہت کم عرصے میں اس نے محسوس کر لیا تھا۔ مگر آج کھل کر نند سے سب کچھ کہہ ڈالا تھا کیونکہ اسے پتا تھا کہ عورتوں کے ذریعے بات اچھے طریقے سے آگے بڑھ سکتی ہے۔ اس لیے اس نے سونے کے کنگن کا مہنگا اور خوب صورت سیٹ رومانہ کی نذر کیا تھا۔ طوبیٰ کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ بہت جلد اسریٰ کا رشتے کا کہہ دے گی۔ رومانہ' اسریٰ کی بھابھی تھیں یقیناً" انجم کے مقابلے پہ معاذ کا رشتہ بہت بہترین تھا۔ احسن بھائی بھی ہاں کر دیتے۔ اس نے پہلے ہی حفاظتی بند باندھ دیا تھا۔ پر اسے خطرہ بھی تھا کہ یہ نہ ہو رومانہ کا جھکاؤ اسریٰ کی طرف ہو جائے۔ اس لیے طوبیٰ کے کچھ بھی کرنے سے پہلے اس نے یہ سب تو کرنا ہی تھا اور اب وہ مطمئن بھی تھی۔

☼ ☼ ☼

اسریٰ کی چھٹی تھی۔ لائبہ اپنی دوست کی طرف گئی تھی اور بھابھی ازما کے ساتھ کومل کی طرف تھیں' جب طوبیٰ آپی کا فون آیا۔

"اسریٰ' ذیشان بھائی کی بات پکی ہو گئی ہے اور اسی مہینے شادی ہے میں نے سوچا یہ خوشخبری سب سے پہلے تمہیں سناؤں۔" خوشی طوبیٰ کے لہجے سے چھلکی پڑ رہی تھی۔ اسریٰ نے خلوص سے مبارک دی۔

"تم شادی کے لیے کپڑے وغیرہ بنوانا شروع کر دو ساتھ لے کر آؤ گی تمہیں شاید معاذ بھائی کا بھی فیصلہ کرنا پڑ جائے۔"

آخر میں طوبیٰ شوخ ہوگی تو اسریٰ کا دل کسی انجانے خیال سے دھڑک اٹھا۔ کچھ رسمی سی اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔ سارا دھیان طوبیٰ کے ایک جملے میں اٹک کر رہ گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

لائبہ کی سالگرہ تھی۔ پہلے وہ سادگی سے ہی گھر میں کیک کاٹ کر خوش ہو جاتی تھی' پر اس بار روحینہ بھابی نے انتظامات اپنے ذمے لیے تھے۔ وہ بہت زیادہ دلچسپی لے رہی تھی جس پہ رومانہ خوش ہو رہی تھیں۔ مہمانوں کی لسٹ روحینہ کے مشورے سے بنی۔ معاذ اور اس کی فیملی کو بلوانے کا آئیڈیا بھی اسی کا تھا۔ طوبیٰ لاہور میں بھائی کی شادی کی شاپنگ میں مصروف تھی' وہ اور طاہرہ بیگم دونوں کیسے آسکتی تھیں لہٰذا معذرت کر لی۔ معاذ بھی بزی تھا اس کا آنا نہ آنا غیر یقینی ہی تھا۔ بہرحال روحینہ نے اپنی طرف سے زور پورا لگایا تھا۔

سالگرہ پہ شہلا کے ساتھ ساتھ اس کی ساس اور انجم بھی آئے تھے۔ انجم کو سالگرہ سے زیادہ اسریٰ میں دلچسپی تھی اس لیے وہ بھی خاص طور پہ آیا تھا۔

انجم کی نگاہیں اسریٰ کا ہی طواف کر رہی تھیں۔ روحینہ کو معاذ کا انتظار تھا پر وہ نہیں آیا۔ مایوسی کے عالم میں اس نے لائبہ کو کیک کاٹنے کا کہا۔

Scanned with CamScanner

اسریٰ قدرے الگ تھلگ سی کھڑی تھی! انجم اپنی پلیٹ اٹھائے اس کے پاس پہنچ گیا۔

"ایگزام کب ہیں تمہارے؟" وہ بڑے رعب سے بولا۔

"ابھی کچھ پتہ نہیں ہے۔" اس نے جان چھڑانی چاہی۔

"بہر حال جب بھی ہوں۔ اس کے بعد شادی کے لیے تیار رہنا۔ اب میں اور انتظار نہیں کر سکتا۔"

روحینہ کو اس طرف آتا دیکھ کر وہ دوبارہ پہلے والی جگہ چلا گیا۔ روحینہ اسی کی طرف دیکھتی آرہی تھی اور اسی کے پاس جا کر رکی۔

اسریٰ مبہم سے خدشوں سے سنبھلتی ازما کے بلانے اس کی طرف بڑھ گئی۔ روحینہ بڑی لگاوٹ اور خلوص سے انجم سے حال احوال پوچھنے لگی وہ حیران ہوا۔

"اوہ۔ مجھے تو آپ بہت اچھے لگتے ہیں جاب بھی اچھی ہے پھر نہ جانے احسن بھائی کو کیا ہے......"

بولتے بولتے وہ خاموش ہو گئی تو انجم کو بے چینی ہونے لگی۔

"آپ چپ کیوں ہو گئی ہیں؟" انجم کا اضطراب اس کے لہجے سے ظاہر ہو رہا تھا۔

"آپ جتنی جلدی ممکن ہو، منگنی وغیرہ کروالیں کیونکہ کچھ اور لوگ بھی انٹرسٹڈ ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں رکی نہیں۔ ادھر انجم سخت ہیجان میں مبتلا ہو گیا تھا۔ روحینہ نے بات ہی ایسی کر دی تھی۔

☆ ☆ ☆

یونیورسٹی میں تھی۔ کلاسز نہیں ہو رہی تھیں اس نے اکتا کر واپسی کا فیصلہ کیا۔ آہستہ قدموں سے چلتی وہ طویل راہداری سے باہر آئی تو انجم پہ نظر پڑی وہ اسی طرف آرہا تھا اور اس نے اسریٰ کو دیکھ بھی لیا تھا اس کی چال میں تیزی اور اضطراب تھا۔ اسریٰ کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔

"چلو میرے ساتھ بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

اس کے تیور جارحانہ تھے۔ اسریٰ نے بمشکل اپنے دھڑ دھڑاتے دل پہ قابو پایا اور قدرے ہمت کا مظاہرہ کیا۔

"میں کہیں نہیں جا رہی آپ کے ساتھ جو بات کرنی ہے ادھر کر لیں انجم بھائی!"

"بھائی نہیں ہوں میں تمہارا۔ آئندہ تمہاری زبان سے بھائی کا لفظ نہ سنوں اور یہ معاذ کا چکر کب سے چل رہا ہے۔" انجم کے لفظ لفظ سے آگ نکل رہی تھی۔

وہ سن ہو گئی اور سمجھ میں نہ آنے والے انداز سے اسے تکنے لگی۔

"نہیں کرنے والا وہ تم سے شادی۔ اتنا بڑا آفیسر ہے نہ کبھی اس کے گھر والے آئیں گے تمہارا رشتہ لینے اس لیے اپنی اوقات میں رہو۔ اماں آئیں گی کل۔ میں نے تمہارے لیے یہ انگوٹھی لی ہے۔ چپ چاپ ہاں کر دینا اپنے بھائی کے سامنے ورنہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔"

انجم کا لہجہ بہت سفاک تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا خوب صورت مخملیں کیس میں نازک سی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔ اس کا بے جان سا ہاتھ تھام کے انجم نے وہ انگوٹھی اسے پہنا دی۔

وہ جس طرح آیا تھا چلا گیا۔ اسریٰ کو حیرت تھی کہ وہ اتنی جارحانہ تیور سمیت آیا تھا پر اتنے آرام سے چلا گیا۔

گھر واپس آکر کتنی دیر تک خاموش بیٹھی رہی۔ اس وقت بڑی شدت سے کسی ہمدرد کے کندھے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی اور یہ ہمدرد کون ہو سکتا تھا طوبیٰ! اس کے ذہن میں طوبیٰ آپی کا نام آیا۔ وہ ازما کو بتا کر ڈرائیور کے ساتھ طوبیٰ کی طرف چلی آئی۔

بیل کی آواز اندر تک جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد گیٹ کھل گیا۔ ولید بھائی کا چہرہ سامنے آیا۔

"ارے اسریٰ! آپ ہیں۔" ولید کا دل خوشی سے بھر گیا۔

"اندر آؤ۔" اس نے پورا گیٹ کھول دیا۔ اس کے

Scanned with CamScanner

پاس سے گزر کر وہ اندر آ گئی۔ کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"طوبیٰ آپی نظر نہیں آ رہی ہیں۔" صوفے پہ بیٹھتے ہی اس نے فوراً" پوچھا۔

"ارے آجائیں گی تمہاری طوبیٰ آپی بھی، کبھی ہمارے بارے میں بھی پوچھ لیا کرو۔ سچ کہوں اس وقت تمہیں ہی یاد کر رہا تھا اور تم آ گئیں۔ اس وقت کچھ اور بھی مانگتا تو مل جاتا۔" ولید بھائی کا لہجہ 'انداز اور الفاظ سب کچھ ہی تو بدلا ہوا تھا۔ "آپی کہاں ہیں؟" وہ بولی تو اسے اپنا لہجہ اور آواز اجنبی سی لگی۔

"اسریٰ! میں کیا کہہ رہا ہوں۔ کب سے اکیلے میں بات کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ تم مجھے بہت اچھی لگنے لگی ہو' شاید مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے جیسے طوبیٰ سے ہو گئی تھی۔ میں اسے منالوں گا۔ تم بس میری محبت قبول کرلو......"

ولید اس کی طرف بڑھا تو وہ تیر کی طرح دروازے کی طرف لپکی اور رکے بغیر آگے بڑھتی گئی گیٹ کا لاک ہٹا کر اس نے باہر قدم رکھا۔

"ارے اسریٰ رکو تو۔ سنو تو میں مذاق کر رہا تھا۔ طوبیٰ لاہور میں ہی ہے۔ کچھ کھا پی کے جاؤ۔ واپس آجاؤ الس او بلی جوک اسریٰ!"

اس کی سماعتیں تو جیسے پتھر کی ہو گئی تھیں کوئی آواز نہیں آ رہی تھی جیسے وہ پتھروں کے شہر میں آ گئی ہے۔ جہاں آئینے ٹوٹتے ہی تو ہیں۔

رکشے والے نے آنسو ضبط کرتی اس انجان لڑکی کو مطلوبہ مقام پہ اتار دیا۔ گیٹ سے اندر داخل ہو کر وہ سیدھی اپنے کمرے میں آ گئی۔

غائب دماغی کے عالم میں اس نے طوبیٰ آپی کا نمبر ملایا۔ دل اس وقت درد کی شدت سے پھٹا جا رہا تھا کوئی تو ایسا ہو نا جسے وہ یہ سب کہہ سکتی۔

"ہیلو!" یہ آواز طوبیٰ کی ہرگز نہیں تھی' مردانہ گمبھیر گہری بھاری دل کے تار ہلاتی یہ آواز طوبیٰ کی ہو ہی نہیں سکتی تھی کیا اس سے نمبر ملانے میں کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی تھی۔

"جی آپ کون؟ طوبیٰ آپی کہاں ہیں؟"

"وہ تو مارکیٹ گئی ہیں اور سیل فون گھر بھول گئی ہیں میں معاذ بات کر رہا ہوں۔" وہ دوسری طرف سے ہوا کے دوش پہ آتی لرزتی کانپتی اس آواز کو بالکل بھی نہیں پہچان پایا تھا۔ معاذ سمجھا کہ دوبارہ اس کی کال ہے سو نمبر دیکھے بغیر کال ریسیو کرلی۔ میں 'میں مم اسریٰ ہوں۔" یہ جاننے کے بعد کہ دوسری طرف معاذ ہے اس کی حالت اور بھی قابل رحم ہو گئی تھی۔

"اوہ اچھا آپ ہیں۔ خیریت تو ہے۔ آپ کی آواز کو کیا ہوا ہے؟" بس اس کے یہ کہنے کی دیر تھی اسریٰ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

"آپ مجھ سے شادی کریں گے؟......" پھر آنسوؤں' سسکیوں' ہچکیوں کے ساتھ لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر اس کی زبان سے نکلتے رہے۔ یونیورسٹی میں پیش آنے والا واقعہ' بھابھی کا بدلا رویہ' انجم کا جارحانہ انداز' شہلا آپی کے حالات' اس دل فگار کیفیت میں وہ سب کچھ کہتی چلی گئی۔

سیل فون آف کرکے اس نے دور اچھال دیا اور پھر گھٹنوں پہ سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آج اس نے یہ کیا کر دیا تھا اپنے ہاتھوں اپنا بھرم کھو دیا تھا۔ اپنی انا کو نیلام کر دیا تھا' اس شخص کے سامنے جس کے انداز میں اس کے لیے تمسخر ہوتا تھا' جو اسے توجہ کے قابل گردانتا ہی نہیں تھا آج اس کے سامنے اس نے کیسے کہہ دیا کہ مجھ سے شادی کرلیں۔ کاش یہ سب کہنے سے پہلے اس کی زبان کٹ جاتی۔ یہ سب تو پہلے سوچنے کی بات تھی اب تو تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا سامنے طاہرہ آنٹی' طوبیٰ کے ساتھ ایک اسمارٹ سا لڑکا بھی تھا۔ نقوش میں طوبیٰ کی جھلک تھی' یقیناً" یہ اس کا چھوٹا بھائی زیشان تھا۔ شب بیداری کی غماز آنکھیں بڑے بے چین انداز میں آنے والے مہمانوں کی طرف اٹھی تھی۔ طاہرہ آنٹی نے بڑی محبت سے اسے گلے لگایا تھا' طوبیٰ شرارتی انداز سے اسے دیکھ رہی

Scanned with CamScanner

پاس سے گزر کر وہ اندر آ گئی۔ کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"طوبیٰ آپی نظر نہیں آ رہی ہیں۔" صوفے پہ بیٹھتے ہی اس نے فوراً پوچھا۔

"ارے آ جائیں گی تمہاری طوبیٰ آپی بھی، کبھی ہمارے بارے میں بھی پوچھ لیا کرو۔ سچ کہوں اس وقت تمہیں ہی یاد کر رہا تھا اور تم آ گئیں۔ اس وقت کچھ اور بھی مانگتا تو مل جاتا۔" ولید بھائی کا لہجہ، انداز اور الفاظ سب کچھ ہی تو بدلا ہوا تھا۔ "آپی کہاں ہیں؟" وہ بولی تو اسے اپنا لہجہ اور آواز اجنبی سی لگی۔

"اسریٰ! میں کیا کہہ رہا ہوں۔ کب سے اکیلے میں بات کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ تم مجھے بہت اچھی لگنے لگی ہو، شاید مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے جیسے طوبیٰ سے ہو گئی تھی۔ میں اسے منا لوں گا۔ تم بس میری محبت قبول کر لو....."

ولید اس کی طرف بڑھا تو وہ تیر کی طرح دروازے کی طرف لپکی اور رکے بغیر آگے بڑھتی گئی گیٹ کا لاک ہٹا کر اس نے باہر قدم رکھا۔

"ارے اسریٰ رکو تو۔ سنو تو میں مذاق کر رہا تھا۔ طوبیٰ لاہور میں ہی ہے۔ کچھ کھا پی کے جاؤ۔ واپس آ جاؤ، اٹس اونلی جوک اسریٰ!"

اس کی سماعتیں تو جیسے پتھر کی ہو گئی تھیں کوئی آواز نہیں آ رہی تھی جیسے وہ پتھروں کے شہر میں آ گئی ہے۔ جہاں آئینے ٹوٹتے ہی تو ہیں۔

رکشے والے نے آنسو ضبط کرتی اس انجان لڑکی کو مطلوبہ مقام پہ اتار دیا۔ گیٹ سے اندر داخل ہو کر وہ سیدھی اپنے کمرے میں آ گئی۔

غائب دماغی کے عالم میں اس نے طوبیٰ آپی کا نمبر ملایا۔ دل اس وقت درد کی شدت سے پھٹا جا رہا تھا کوئی تو ایسا ہوتا جسے وہ یہ سب کہہ سکتی۔

"ہیلو!" یہ آواز طوبیٰ کی ہرگز نہیں تھی، مردانہ گمبھیر گہری بھاری دل کے تار ہلاتی یہ آواز طوبیٰ کی ہو ہی نہیں سکتی تھی کیا اس سے نمبر ملانے میں کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی تھی۔

"جی آپ کون؟ طوبیٰ آپی کہاں ہیں؟"

"وہ تو مارکیٹ گئی ہیں اور سیل فون گھر بھول گئی ہیں میں معاذ بات کر رہا ہوں۔" وہ دوسری طرف سے ہوا کے دوش پہ آتی لرزتی کانپتی اس آواز کو بالکل بھی نہیں پہچان پایا تھا۔ معاذ سمجھا کہ دوبارہ اس کی کال ہے سو نمبر دیکھے بغیر کال ریسیو کر لی۔ "میں، میں مم اسریٰ ہوں۔" یہ جاننے کے بعد کہ دوسری طرف معاذ ہے اس کی حالت اور بھی قابل رحم ہو گئی تھی۔

"اوہ اچھا آپ ہیں۔ خیریت تو ہے۔ آپ کی آواز کو کیا ہوا ہے؟" بس اس کے یہ کہنے کی دیر تھی اسریٰ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

"آپ مجھ سے شادی کریں گے؟ ـــــ" پھر آنسوؤں، سسکیوں، ہچکیوں کے ساتھ لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر اس کی زبان سے نکلتے رہے۔ یونیورسٹی میں پیش آنے والا واقعہ، بھابھی کا بدلا رویہ، انجم کا جارحانہ انداز، شہلا آپی کے حالات، اس دل فگار کیفیت میں وہ سب کچھ کہتی چلی گئی۔

سیل فون آف کر کے اس نے دور اچھال دیا اور پھر گھٹنوں پہ سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آج اس نے یہ کیا کر دیا تھا اپنے ہاتھوں اپنا بھرم کھو دیا تھا۔ اپنی انا کو نیلام کر دیا تھا، اس شخص کے سامنے جس کے انداز میں اس کے لیے تمسخر ہوتا تھا، جو اسے توجہ کے قابل گردانتا ہی نہیں تھا آج اس کے سامنے اس نے کیسے کہہ دیا کہ مجھ سے شادی کر لیں۔ کاش یہ سب کہنے سے پہلے اس کی زبان کٹ جاتی۔ یہ سب تو پہلے سوچنے کی بات تھی اب تو تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا سامنے طاہرہ آنٹی، طوبیٰ کے ساتھ ایک اسمارٹ سا لڑکا بھی تھا۔ نقوش میں طوبیٰ کی جھلک تھی، یقیناً یہ اس کا چھوٹا بھائی ذیشان تھا۔ شب بیداری کی غماز آنکھیں بڑے بے چین انداز میں آنے والے مہمانوں کی طرف اٹھی تھیں۔ طاہرہ آنٹی نے بڑی محبت سے اسے گلے لگایا تھا، طوبیٰ شرارتی انداز سے اسے دیکھ رہی

Scanned with CamScanner

مکمل تھے۔ اس بری طرح وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی جیسے ریزہ ریزہ ہو گئی ہو۔ معاذ نے اس لمحے فیصلہ کر لیا۔ اسریٰ نے اسے مسیحا سمجھ کر دوا طلب کی تھی، اپنے زخموں کا مرہم مانگا تھا۔

طوبیٰ جب تک بازار سے لوٹتی اس نے سب کچھ پلان کر لیا تھا۔ پھر مما اور طوبیٰ کے سامنے اس نے سب کچھ کہہ دیا جو سوچ رکھا تھا۔

"انجم نے اسے دھمکی دی ہے کہ اگر تمہاری طرف سے انکار ہوا تو میں زبردستی اٹھوا لوں گا۔ مجھے اسریٰ اچھی لگتی ہے۔ اب جو کرنا ہے جلدی کرنا ہے تاکہ انجم کے گھر والے وہیں رُک جائیں۔"

اس نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا تو طوبیٰ کا دل خوشی سے معمور ہو گیا۔

"مما! دیکھا میں کہتی تھی ناں کہ بھائی اسریٰ کو ناپسند کر ہی نہیں سکتے وہ ہے ہی ایسی۔ یہ اچھی بات ہے اب کل ہمیں جانا پڑے گا۔ آخر بھائی کی خوشی کا سوال ہے۔"

طوبیٰ کے انداز میں بات کی سنگینی کے باوجود محسوس کی جانے والی شرارت تھی۔ مگر طاہرہ بیگم اتنی جلدی کے خیال سے ہچکچا رہی تھیں پر یہاں سوال لاڈلے بیٹے کی خوشی کا تھا، سو انہوں نے خاندان والوں کو بھی پسِ پشت ڈال دیا تھا۔

✡ ✡ ✡

ذیشان کی شادی میں تھوڑے دن رہ گئے تھے۔ احسن بھائی نے طاہرہ بیگم سے اسریٰ کی رخصتی کے لیے کچھ وقت مانگا تھا۔ وہ مان گئی تھیں ویسے بھی انہوں نے معاذ کے اچانک نکاح کے بارے میں سارے رشتہ داروں کے سامنے کچھ نہ کچھ کہنا تھا انہیں مطمئن کرنا تھا روٹھے ہوؤں کو منانا تھا اس کے لیے کچھ وقت عرصہ تو درکار تھا۔ پھر طوبیٰ کی ڈلیوری بھی نزدیک تھی۔

بہن کی نکاح کی خبر سن کر شہلا اندر ہی اندر تڑپ گئی تھی۔ یہاں ایک خوشی اور سکون بھی تھا کہ اسریٰ کا نکاح اچھے شخص کے ساتھ ہوا۔

امید تھی کہ عاقب نے اس پہ زرینہ بیگم کے کہنے میں آ کر جو پابندی لگائی ہے، ایک دن وہ بھی ہٹ جائے گی کیونکہ احسن بھائی اور بھابھی نے فون کر کے کافی تسلی دی تھی، پھر جس گھر کی وجہ سے اتنا کچھ ہوا تھا احسن بھائی نے اس کا حل بھی سوچ لیا تھا تاکہ شہلا کے لالچی سسرال کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کیا جا سکے۔

✡ ✡ ✡

ذیشان کے سسرال والے مہندی کی رسم کر کے واپس جا چکے تھے۔ ٹی وی لاؤنج میں ذیشان ڈھولک بجا رہا تھا، ساتھ اس کی کزنز تالیاں بجانے کا فریضہ ادا کر رہی تھیں اس نے سارے گانوں کی ٹانگیں توڑ کر رکھ دی تھیں۔ پاس ہی صوفے پہ معاذ بیٹھا تھا۔

اسریٰ بھی وہیں تھی۔ ذیشان نے اسریٰ کے گریز کو محسوس کر لیا تھا تب ہی تو بڑے جوش سے اس نے لڑکیوں کو اشارہ کیا اور شروع ہو گیا۔

میں اگر سامنے آ بھی جایا کروں
لازمی ہے کہ تم مجھ سے پردہ کرو

"آہم آہم۔" اس نے اسریٰ کی بے چینی کو محسوس کر لیا تھا، تب ہی تو شرارت سے کھانسا۔

اپنی شادی کے دن نہیں اب دور ہیں
تم بھی تڑپا کرو میں بھی تڑپا کروں
ہو ہو ہو ہو

معاذ ان کی شرارتوں کو انجوائے کر رہا تھا۔

"معاذ بھائی! آپ ہی کچھ بول دیں، آخر ہمارے گھر بڑے بڑے مہمان آئے ہیں۔" اس کا اشارہ اسریٰ کی طرف تھا۔

"کہنا تو بہت کچھ ہے مگر ڈر لگتا ہے کہ کچھ کہہ دیا تو مہمان بے ہوش ہی نہ ہو جائیں۔" معاذ کا لہجہ سادہ اور اپنائیت لیے ہوئے تھا۔ اسریٰ کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ تب ہی معاذ کے رشتے کی تائی ادھر آ گئیں یہاں کا تو ماحول ہی بدلا ہوا تھا۔ دولہا میاں ڈھولک پکڑے تانیں اڑا رہے تھے ان کا تو حیرت سے برا حال ہو گیا۔

"ارے کیا بے شرموں کی طرح ڈھول پیٹ رہے

Scanned with CamScanner

ہو' دو دن بعد شادی ہے تمہاری' چہرے کا سارا نور اڑ جائے گا۔" ایک زور دار قہقہہ بلند ہوا ذیشان اس عزت افزائی پہ کھسیانا ہو گیا اور ڈھولک چھوڑ کر اوپر معاذ کے پاس بیٹھ گیا۔ تائی اماں بھی ادھر ہی ٹک گئیں اور اپنے وقت کے قصے سنانے لگیں۔

ذیشان کو چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی' مٹھائی کھا کھا کر برا حال تھا دل چاہ رہا تھا گرم گرم چائے مل جائے مگر اس کی بجی سنوری کزنز ان سے یہ توقع ہی فضول تھی کہ وہ چائے بنا کر لائیں گی۔

"ذیشان بھائی! میں بنا کر لاتی ہوں۔" یہ آواز اسریٰ کی تھی۔

"میرے لیے بھی ایک کپ' میں بھی پیوں گی میرے لیے بھی......" ہر طرف سے ایک ہی آواز ابھری۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تب معاذ کی تائی اماں کو بھی یاد آیا کہ ان کا بھی چائے پینے کا دل کر رہا ہے۔

"بیٹی! ایک کپ میرے لیے بھی بنا دینا۔" ان کے لہجے میں محبت تھی۔

معاذ کی ایک کزن اسریٰ کے ساتھ جا کے کچن دکھا آئی۔ اسریٰ خود بھی منظر سے ہٹنا چاہ رہی تھی۔

"معاذ! تم بہت خوش قسمت ہو جو ایسی خدمت گزار بیوی ملی ہے' کیسی روشن پیشانی ہے۔ اچھے ہاتھوں میں تربیت ہوئی ہے اس بچی کی۔" اس کے یوں اپنی خدمات پیش کرنے پہ تائی اماں نے کہا تھا۔

اسریٰ الیکٹرک کیٹل میں چینی اور پتی ڈال رہی تھی' جب دروازے سے قدموں کی آہٹ اندر اس کے پاس آ رکی۔ اس کی گردن گھومی۔ پیچھے معاذ کھڑا تھا۔

"میرا بھی چائے پینے کو دل کر رہا تھا۔ اس لیے کچن میں چلا آیا۔" اس کی آنکھوں میں مچلتی حیرانی کی تحریر پڑھ کر وہ بولا تو اسریٰ کے ہاتھ سست سے پڑ گئے۔

"اسریٰ! ہمارا گھر اور سب لوگ کیسے لگے؟" وہ اس کی گھبراہٹ دور کرنے کے لیے نسبتاً سادہ لہجے میں بولا۔

"جی سب بہت اچھے ہیں۔" رٹا رٹایا جواب آیا۔

"میں کیسا لگا تمہیں؟" ایک دم آپ سے تم پہ آتا وہ اس کے لیے اپنائیت کے بہت سے در وا کر گیا۔

"اب تم یوں ڈرنا اور نروس ہونا چھوڑ دو۔ تمہارے آنے سے پہلے میں یہی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے مجھے دیکھتے ہی بے ہوش ہو جاؤ۔ اب تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔" وہ جنم جنم کی بے تکلفی لیے بولا۔

"میں حیران ہوں کہ فون پہ وہ تم ہی تھیں جو کہہ رہی تھیں کہ......" باقی جملہ اس نے ادھورا چھوڑ دیا۔

"اسریٰ میں نے اس بارے میں مما سے کوئی بات نہیں کی' بلکہ یہ کہا کہ مجھے تم بہت اچھی لگتی ہو اب دیکھ لو۔ تم میرے گھر میں ہو۔"

اس کی اتنی زیادہ توجہ پہ اسریٰ کی آنکھیں نم سی ہو گئیں۔ وہ اس کے بارے میں کیا کچھ الٹا سیدھا سوچتی رہی تھی اور وہ کیا نکلا تھا۔ رشتوں کا مان رکھنے والا حساس اور مضبوط مرد جو قول کا دھنی تھا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ میں تمہیں کیسا لگا؟" وہ ایک قدم آگے بڑھ آیا۔ وہ اس کے بہت قریب کھڑا تھا۔ اتنا کہ اس کے ملبوس سے اٹھتی دل فریب مہک اسریٰ کو اپنا آپ بھلانے پہ مجبور کرنے لگی۔

یہ سچ تھا نکاح کے بندھن میں بندھنے سے پہلے معاذ نے اسے کبھی خاص نظروں سے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اسے بزدل اور اعتماد سے عاری لڑکی تصور کرتا تھا۔ پر اب جب وہ اس کی منکوحہ بن چکی تھی تو رب نے اس رشتے کے توسط سے اس کے دل میں اسریٰ کے لیے ایک خاص مقام بھی پیدا کر دیا تھا۔ رخساروں پہ سایہ فگن پلکیں ماتھے پہ جھولتی سیاہ لٹوں سمیت وہ اسے اپنے بہت قریب محسوس ہوئی۔

"اسریٰ! میں نے تمہیں محض تمہارے کہنے پہ اپنایا تھا۔ تمہارا تڑپ تڑپ کر رونا میرے دل کو موم اور ارادے کو مضبوط کر گیا تھا' پر اب تم دن بہ دن میرے قریب آتی جا رہی ہو۔ میں جب رات کو بستر پہ لیٹتا ہوں تو تمہاری یاد ہمراہ ہوتی ہے۔" اس کے لہجے میں سچائی تھی۔ تب اسریٰ اس کی طرف مڑی اپنی

Scanned with CamScanner

بھیگی بھیگی پلکوں سمیت "آپ بہت اچھے ہیں۔"

"یار! تم خوشی میں بھی روتی ہو۔ دکھ میں بھی روتی ہو۔ خدارا دل کو مضبوط کرو میری بیوی ہو اب تم۔" معاذ نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے تھے۔

"اسریٰ تم میرے گھر میں اس طرح بہت اچھی لگ رہی ہو۔" معاذ کی ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔

اسریٰ کے تو توتے ہی اڑ گئے۔ "وہ چائے سب انتظار میں ہوں گے۔"

معاذ نے ہاتھ بڑھا کر الیکٹرک کیٹل کا سوئچ آف کر دیا۔

"تو کرتے رہیں انتظار' یہ وقت پھر نہیں آئے گا میں نے تمہیں حال دل بھی تو سنانا ہے کیونکہ مجھے محبت ہو گئی ہے تم سے ہاں تم سے 'جو بہت روتی گھبراتی اور ڈرتی ہے۔" وہ اس وقت بالکل بدلا ہوا معاذ لگ رہا تھا۔

"اف یہی سب کچھ تو وہ اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی حسرت ہی تھی کہ معاذ بھی جیسے وہ اسے چپکے چپکے چاہنے لگی ہے اس سے محبت کرے ٹوٹ کر چاہے اب جب وہ یہ سب کہہ رہا تھا تو اس کا دل سینے سے نکل کر گویا باہر بھاگنے کی تیاری میں تھا۔

"معاذ پلیز! آپ یہاں سے چلے جائیں۔" اسریٰ کا لال ہوتا چہرہ اس کی اندرونی کیفیت کو ظاہر کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہا ہوں مگر جب دو ماہ بعد میرے گھر آؤ گی تو پھر یہ بات نہ کہنا۔ اب تم مہمان ہو۔ میں زیادہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا' کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ابھی کچھ اور کہوں اور تم......"

وہ دانستہ بات ادھوری چھوڑ کر ہنسا۔ تاہم اسریٰ کا ہاتھ اب بھی اس کی پرجوش گرفت میں تھا۔ "میں جا رہا ہوں چائے لے کر آؤ اور پلیز یہ ڈرنا چھوڑ دو۔"

اس نے اسریٰ کے بالوں کو ہولے سے چھیڑا اور قدرے دور ہٹ گیا۔ اسریٰ نے دوبارہ پلک لگایا۔ معاذ جا چکا تھا۔

اسریٰ کو اپنے چہرے پہ رنگ ہی رنگ بکھرے محسوس ہوئے۔ اپنے فضول خدشوں پہ اسے ہنسی آنے لگی۔

جب چائے لے کر وہ واپس آئی تو ذیشان ایک بار پھر شروع ہو گیا۔

بڑی مشکل ہے کھویا میرا دل ہے۔

تائی اماں نے گھور کر دیکھا مگر وہ باز نہ آیا۔ سب سے آخر میں معاذ کو چائے دیتے ہوئے اس کی نظر معاذ کی نظروں سے ملی' جہاں اس کے لیے چاہت کا سمندر موجزن تھا۔ اس کے دل کو سکون کا احساس ہوا۔

☆ ☆ ☆

مایوں کے زرد جوڑے میں ملبوس گجرے پہنے اسریٰ بہت اداس تھی۔ خوب ہلا گلا اور رونق تھی سب ہی آئے تھے اگر کوئی نہیں تھا تو وہ شہلا آپی تھیں اس کی ماں جائی۔ اسے آخر تک انتظار ہی تھا کہ ابھی وہ آئے گی احسن بھائی بھی گئے تھے مگر ان ضدی انا پسند لوگوں نے اسے نہیں آنے دیا۔

"بی بی! جانا ہے تو ہمیشہ کے لیے جاؤ۔ واپس آنے کی ضرورت نہیں۔" زرینہ بیگم نے صاف جواب دیا۔ شہلا وہیں چپ ہو گئی عاقب بھی گھر نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

"پھوپھو پھوپھو!" ازما بھاگتی اس کے پاس آئی تھی۔ اسریٰ ڈر سی گئی۔

"پھوپھو! بڑی پھوپھو آئی ہیں عاقب انکل سمیت۔" اس نے یہ خوشخبری سنائی ہی تھی کہ شہلا اور عاقب خود اس کے پاس پہنچ گئے۔ اسریٰ بھاگ کر بہن سے لپٹی تھی۔

عاقب نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

احساس کو جگانے کے لیے ایک لمحہ کافی ہوتا ہے۔ کل اس کی بیٹی گڑیا کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ عاقب سامنے بیٹھا تھا۔

"پاپا! میں گڑیا کی شادی نہیں کروں گی۔"

"کیوں بیٹا؟" وہ آج فارغ تھا اس لیے سکون سے مناہل کی باتیں سن رہا تھا۔

"اگر میں نے اس کی شادی کر دی تو اس کا دولہا بھی اسے میرے پاس نہیں آنے دے گا۔" عاقب دہل سا گیا۔ مناہل میں اسے شہلا نظر آئی۔ نہیں نہیں وہ مناہل کے ساتھ شہلا کی طرح نہیں ہونے دے گا۔ تڑپ ہی تو اٹھا وہ اور اسی وقت شہلا کو تیار ہونے کو کہا۔ زرینہ بیگم شور کرتی رہیں پر آج اس نے کان بند کر لیے تھے مگر اب اس کے سامنے مناہل تھی۔ اس نے شہلا کی وجہ سے نہیں، بلکہ مناہل کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

شہلا، مناہل سمیت اس کے کمرے میں ابھی ابھی سوئی تھی۔ صبح اسریٰ کی رخصتی تھی۔ طوبیٰ نے مایوں کی تقریب کی خود ویڈیو بنائی تھی کیونکہ معاذ نے فون کر کے دھمکی دی تھی اگر میں نے تمہیں تقریب کے دوران روتے دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ سو اس نے مشکل سے آنکھوں پہ ضبط کے بندھن باندھے تھے۔

سوئی ہوئی مناہل کو پیار کر کے اسریٰ نے وضو کیا۔ تین بجنے والے تھے ابھی کچھ گھنٹوں میں صبح ہونے والی تھی اس کی زندگی کی نئی صبح۔

نماز ادا کرنے کے بعد اس نے شکرانے کے نفل پڑھے تب ہی دعا مانگتے ہوئے آنسو اس کی پھیلی ہتھیلیوں پہ ٹپکے مگر یہ رب کے حضور اس کے شکرانے کا اظہار تھا۔ ایسے آنسو بہانے میں تو کوئی حرج نہیں تھا۔

جائے نماز تہہ کر کے وہ کھڑکی کے پاس آ گئی۔ اس نے کھڑکی کھولی تو چاند کی شریر کرنیں اندر چلی آئیں۔

وہ معاذ کے بارے میں سوچ رہی تھی جس نے اسے معتبر کر دیا تھا۔ اس کے بارے میں سوچتے ہوئے ایک پیاری سی مسکان اس کے لبوں پہ آ گئی۔ تب ہی اس کا سیل فون گنگنایا۔ اس نے جلدی سے آن کیا کہ کہیں "ا کی نیند خراب نہ ہو جائے۔

دوسری طرف معاذ تھا۔ "مجھے نیند نہیں آ رہی ہے۔"

"کیا آپ نے آدھی رات کو یہی بتانے کے لیے مجھے فون کیا ہے۔"

"واہ جی واہ۔" معاذ کو اس کا پُراعتماد لہجہ سن کر بہت لطف آیا۔

"خیر.... یہ میں تمہیں کل بتاؤں گا کہ کس لیے فون کیا تھا۔" معاذ نے دھمکی دی مگر پہلی بار اسریٰ اس کی دھمکی سے خوف زدہ نہیں ہوئی کیونکہ اسے پتہ تھا اس دھمکی میں انتظار کا کرب رچا ہوا ہے۔

"چلیں اب سو جائیں۔" وہ پچکار کر بولی۔

"ہاں جی سونے لگا ہوں مگر نیند کس کافر کو آئے گی۔"

اب انتظار ایک صبح کی دوری تک ہی تو تھا اور صبح دور کب تھی۔ اس کی زندگی کی روشن اور چمکیلی صبح جو آنے ہی والی تھی۔ اسریٰ فون بند کر کے آپی کے پاس لیٹ گئی۔ رات قطرہ قطرہ گزر رہی تھی اس کی زندگی کے سہانے خواب کو تعبیر میں بدلنے کے لیے۔

ایک خوب صورت تعبیر میں بدلنے کے لیے۔

○

خواتین ڈائجسٹ

کی طرف سے

بہنوں کے لیے ایک اور ناول

میرے ہمدم میرے دوست

فرحت اشتیاق

قیمت --- 250/- روپے

منگوانے کا پتہ

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37- اردو بازار، کراچی۔

NOVELS JAHAN.COM